قرآن کریم اور سنت نبویہ علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام کی تعلیمات کا علمبردار

بینات

جلد: ۸۶ شمارہ: ۶

جمادی الاخریٰ: ۱۴۴۴ھ - جنوری: ۲۰۲۳ء

قیمت فی شمارہ: ۵۰ روپے، زرِ سالانہ: ۶۰۰ روپے

مُدیر/مُدیر مسئول

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری

نائب مُدیر

مولانا سید احمد یوسف بنوری

مُدیر مُعاون

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

ناظم

مولانا فضل حق یوسفی

خط و کتابت اور ترسیلِ زر کا پتہ

دفتر ماہنامہ ''بینات'' جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ بنوری ٹاؤن
کراچی، پوسٹ کوڈ: 74800، پوسٹ بکس نمبر: 3465
فون دفتر ''بینات'': 021-34927233

اکاؤنٹ نمبر

اکاؤنٹ نمبر: 7-397-0101900 برانچ کوڈ: 00816
مسلم کمرشل بینک علامہ بنوری ٹاؤن برانچ کراچی

بیرون ملک سے بذریعہ ہوائی ڈاک

یورپ اور امریکی ممالک، وغیرہ: 40 امریکی ڈالر
عرب اور ایشیائی ممالک، وغیرہ: 35 امریکی ڈالر

وضاحت

ماہنامہ ''بینات'' میں اشتہارات کی اشاعت کا مقصد تصدیق اور سفارش نہیں ہے۔ ادارہ معاملات کا ذمہ دار نہیں ہوگا۔

جامعۃ العلوم الاسلامیۃ

علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

فون: 34913570 - 34123366 - 34121152 **Ext.** 146 - 147
فیکس: 92-21-34919531 +
Web: www.banuri.edu.pk ***Email***: bayyinat@banuri.edu.pk

ناشر: مولانا سید سلیمان یوسف بنوری **مطبع:** شفق پرنٹنگ پریس **طابع:** حافظ ثناء اللہ واحدی

فہرستِ مضامین

بصائر و عبر

حرمتِ سود سیمینار، کراچی!	۳	محمد اعجاز مصطفیٰ
وفاقی حکومت کا مثبت کارنامہ!	۹	

مقالات و مضامین

مکاتیب حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ بنام حضرت بنوریؒ	۱۱	انتخاب: مولانا سید سلیمان یوسف بنوری
ذکر اللہ کی اہمیت!	۱۳	ڈاکٹر عبدالسلام (ایبٹ آباد)
کچھ ہماری ''یادیں''	۱۹	مفتی رفیق احمد بالاکوٹی
صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے!	۲۲	مولانا خورشید عالم داؤد قاسمی
موسمِ سرما اور اسلامی تعلیمات	۲۷	مولوی حمزہ ظفر
تبلیغِ دین یا مغربی ثقافت کی تشہیر؟!	۳۴	جناب جواد عبدالمتین
تذکرہ علامہ غلام نبی کامویؒ (قسط:۱)	۳۸	مولانا جمیل احمد
کرپٹو کرنسی، این ایف ٹی اور بلاک چین		
تعارف، مغالطے، شرعی نقطۂ نظر اور ہماری ذمہ داری (قسط:۴)	۴۷	جناب ڈاکٹر مبشر حسین رحمانی

دار الافتاء

طب اور علاج معالجہ سے متعلق احادیث کا درجہ!	۵۷	ادارہ

نقد و نظر

مجموعہ دعواتِ فضلیہ ... یادگارِ زمانہ لوگ	۶۲	ادارہ
خزینۃ الاسماء ... سہ ماہی ''الفردوس''		

حرمتِ سود سیمینار، کراچی!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و سلامٌ علٰی عبادہ الذین اصطفٰی

قرآنِ کریم، سنتِ نبویہ، اجماعِ اُمت اور عقلِ سلیم کی رو سے سود حرام ہے۔ سود کی حرمت، نجاست، قباحت اور شناعت کو شرعی نصوص میں بڑا واضح اور غیر مبہم انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ جو شخص سود جیسی لعنت کو نہیں چھوڑتا، اس کے خلاف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے کھلا اعلانِ جنگ ہے۔ یہی نظریۂ پاکستان بھی ہے، جسے روزِ اول سے تا حال موقع بموقع دہرایا جارہا ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے بھی سود اور اس کی تباہ کاریوں کو کئی بار اپنی سفارشات میں واضح کیا۔ وفاقی شرعی عدالت نے سود کو غیر اسلامی قرار دیا اور اپنے فیصلہ میں لکھا کہ سودی نظام کو فوراً ختم کیا جائے، اس لیے کہ یہ غیر اسلامی، ناجائز اور حرام ہے۔ لیکن ۱۹۹۱ء میں اس وقت کی نواز شریف حکومت اور پاکستانی بینکوں نے اس کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل دائر کردی۔ اب ۲۰۲۲ء ختم ہونے کو ہے، اتنے سال اپیلوں میں ضائع ہونے کے بعد اس بار پھر عدالتِ عظمیٰ نے فیصلہ دیا کہ پانچ سال میں سود کو ہر سطح پر ختم کیا جائے۔ اس فیصلہ کے خلاف موجودہ حکومت اور کچھ پرائیویٹ بینک پھر اپیل کے لیے عدالتِ عظمیٰ میں چلے گئے۔

اچھا ہوا جمعیت علمائے اسلام اور دینی مذہبی طبقے کے شدید دباؤ اور مطالبے کو مانتے ہوئے اسٹیٹ بینک آف پاکستان اور حکومتِ پاکستان کے ماتحت نیشنل بینک آف پاکستان نے اپیلیں واپس

لے لیں، لیکن پرائیویٹ بینکوں نے ابھی تک اپیلیں واپس نہیں لیں۔ ان حالات کے تحت جمعیت علمائے اسلام کے قائد حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کی فکر وراہنمائی، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہٗ کی دعوت وسربراہی اور فیڈریشن آف پاکستان کے تعاون اور حمایت کے ساتھ پاکستان بھر میں موجود تمام مسالک کی مذہبی وسیاسی جماعتوں، دینی تنظیموں، کاروباری شخصیات، سرکاری وپرائیویٹ بینکوں کے سربراہان اور نمائندوں کو کراچی میں فیڈریشن ہاؤس کلفٹن کراچی کی بلڈنگ میں مدعو کیا گیا، سب نے اس میں بھرپور شرکت کی۔

وفاقی حکومت کی جانب سے وفاقی وزیر مذہبی امور مفتی عبدالشکور صاحب، وفاقی وزیرخزانہ جناب اسحاق ڈار صاحب، گورنر کے پی کے جناب الحاج غلام علی صاحب اور گورنر اسٹیٹ بینک جناب جمیل احمد صاحب بطور خاص اس اجتماع میں شریک ہوئے۔ اس نمائندہ اجتماع کا ایجنڈا درج ذیل تھا:

❶:-حرمتِ سود کی اہمیت۔

❷:- پرائیویٹ بینکوں سے مطالبہ کہ وہ اپنی اپیلیں واپس لیں۔

❸:-حکومت سے مطالبہ کہ وہ سود کے خاتمے کے لیے وزارتِ خزانہ میں ایک مستقل ڈویژن اور اس کے تحت ایک ٹاسک فورس قائم کرے جو مالیاتی اداروں کو سود سے پاک کرنے کا مرحلہ وار طے کرکے اسے نافذ کرے۔

❹:-بعض اداروں سے فوری طور پر سود ختم کرنے کا مطالبہ۔

❺:- علمائے کرام کی ایک ٹیم قائم کرنا جو حکومتی اقدامات پر نظر رکھتے ہوئے وقتاً فوقتاً ان کے بارہ میں حکومت کی راہنمائی کرے۔

اس اجتماع میں درج ذیل قراردادیں پاس کی گئیں، جن کی تمام شرکاء نے بالاتفاق تائید کی۔

''①:-تمام مکاتبِ فکر کے علماء، دینی تنظیموں اور تاجر برادری کا یہ نمائندہ اجتماع وفاقی شرعی عدالت کے اس فیصلے کا خیر مقدم کرتا ہے، جس میں حکومتِ پاکستان کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ پانچ سال کی مدت میں ملکی معیشت کو سود سے پاک کرکے غیرسودی اسلامی نظامِ معیشت قائم کرے۔

پاکستان کے مقصدِ وجود کا یہ تقاضا تھا کہ ہماری معیشت سود کی لعنت سے پاک ہو، چنانچہ ملک میں جتنے دستور بنے، ان میں اور آخرکار ۱۹۷۳ء کے دستور میں جو تمام جماعتوں کے اتفاق سے منظور ہوکر بفضلہٖ تعالیٰ آج بھی نافذ ہے، دفعہ ۳۸ (ایف) میں یہ صراحت موجود ہے کہ ملک میں ربا کو جتنی جلدی ممکن ہو، ختم کیا جائے گا، لیکن افسوس ہے کہ پچھتر سال گزرنے کے باوجود ہم ملکی سطح پر قرآن کریم

کے اس اہم حکم پر عمل کرنے سے قاصر رہے۔

اس موقع پر محترم وزیر خزانہ جناب اسحاق ڈار صاحب نے یہ اعلان کیا ہے کہ اسٹیٹ بینک اور نیشنل بینک آف پاکستان کی طرف سے دائر کی ہوئی اپیلیں واپس لی جارہی ہیں اور وفاقی شرعی عدالت کے حالیہ فیصلے پر عمل کرتے ہوئے ملک سے سود کو ختم کرنے کے لیے سنجیدگی سے کام کیا جائے گا۔

ہر مکتبِ فکر کے علماء کرام، دینی تنظیموں اور تاجر برادری کا یہ نمائندہ اجتماع اس اعلان کا خیر مقدم کرتے ہوئے حکومت کو اس کام میں ہر ممکن تعاون کا یقین دلاتا ہے، اور مطالبہ کرتا ہے کہ اس اہم کام کے لیے ایسے فوری اقدامات اٹھائے جائیں، جن سے اس مقصد کی طرف بامعنیٰ پیش رفت واضح طور پر نظر آئے۔

②:- یہ نمائندہ اجتماع اس بات پر گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے کہ اگرچہ اسٹیٹ بینک اور نیشنل بینک آف پاکستان نے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں دائر اپیلیں واپس لینے کا اعلان کردیا ہے، لیکن جن پرائیویٹ بینکوں اور مالیاتی اداروں نے اپیلیں دائر کی تھیں، انہوں نے ابھی تک وہ اپیلیں واپس نہیں لیں اور ان میں یہ موقف بھی اختیار کیا گیا ہے کہ بینکوں اور مالیاتی اداروں میں جو سود لیا اور دیا جاتا ہے، وہ ''ربا'' کی تعریف میں نہیں آتا، حالانکہ یہی وہ موقف ہے جو تین مرتبہ اعلیٰ عدالتوں نے مستحکم دلائل کے ساتھ مکمل طور پر رد کردیا ہے، پہلے یہ مسئلہ وفاقی شرعی عدالت میں زیرِ بحث آیا، اور ۱۹۹۱ء میں اس نے حکومت کو سود ختم کرنے کی ہدایت کی۔ اس فیصلے کے خلاف اپیل سپریم کورٹ کی شریعت اپیلیٹ بینچ میں آٹھ سال زیرِ التوا رہی، اور آخرکار اس نے بھی سپریم کورٹ کی تاریخ کا سب سے ضخیم فیصلہ دیا، جس میں وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کو برقرار رکھا۔ اس کے خلاف ایک ریویو پٹیشن دائر کی گئی، اور بینچ کو توڑ کر ایک نئی بینچ بنائی گئی، جس نے یہ مسئلہ دوبارہ وفاقی شرعی عدالت کو بھیج دیا، جہاں وہ بیس سال تک پڑا رہا۔ اب ۲۰۲۲ء میں اس عدالت نے بھی تفصیلی سماعت کے بعد وہی فیصلہ دیا جو اس سے پہلے دو اعلیٰ عدالتیں دے چکی ہیں۔ اس طرح یہ تین اعلیٰ عدالتوں کا متفقہ فیصلہ ہے جو قرآنی احکام کے عین مطابق ہے۔ اس کے خلاف ایک بار پھر اپیلیں دائر کرنے کا مطلب اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ اس متفقہ مسئلے کو اکتیس سال کی جدوجہد کے بعد پھر غیر معینہ مدت کے لیے سرد خانے میں ڈالنے کا بہانہ بنایا جائے۔

یہ نمائندہ اجتماع ان پرائیویٹ بینکوں اور مالیاتی اداروں سے پُرزور مطالبہ کرتا ہے کہ اسٹیٹ بینک اور نیشنل بینک کی طرح وہ بھی اپنی اپیلیں فوراً واپس لے کر اپنے نظام کو سود سے پاک کرنے کی

کوشش میں لگ جائیں، اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ ٹھاننے کے گناہ سے اپنے آپ کو بچائیں، اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو یہ اجتماع عوام سے یہ اپیل کرنے میں حق بجانب ہے کہ وہ ایسے بینکوں اور مالیاتی اداروں کا بائیکاٹ کریں، اور یہ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) سے جنگ ٹھاننے کا کم سے کم نتیجہ ہوگا۔

③:- یہ نمائندہ اجتماع حکومت سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنے خوش آئندہ اعلان کے مطابق مقررہ مدت میں ملک کو سودی نظام سے نجات دلانے کے لیے فوری طور پر عملی اقدامات کا آغاز کرے۔ اس کے لیے فوری طور پر مندرجہ ذیل کام ضروری ہیں:

❶:- وزارتِ خزانہ میں فوری طور پر غیر سودی نظام قائم کرنے کے لیے ایک مستقل ڈویژن اور اس کے تحت ایک مؤثر ٹاسک فورس قائم کرے جو اس اہم کام کے لیے ایک عملی نقشہ تیار کرکے مرحلہ وار سود کا خاتمہ کرنے کی مجاز ہو۔ اب تک اس کام کے لیے مختلف زمانوں میں آٹھ کمیشن اور کمیٹیاں قائم ہوئی ہیں، جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

i: ii.council of Islamic Ideology (CII) Report on Elimination of Riba from the Economy 1978 and 2006.

ii: Report on Bank and finanical Institutions (FIs) by the commission for Islamization of ecocomy .June ,1992.

iv: Report of commission for Transformation of financial system (CTFS).august 2001.

v: Report og the task force of Ministry of Law ,Justice and Human Right .2002.

vi: Report of The Task Force of Ministry of Finance (MoF)to propose measures to convert government borrowings into project related financing according to Shari,a .june 2002.

vii: The report of ,Self Reliance Commission ,prepared under the Ministry of planning .1991.

viii: Report of streeing Committee for the promotion of Islamic Banking in pakistan December 2015.

اس تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۷۸ء سے ۲۰۱۵ء تک مختلف اداروں نے اس موضوع پر تفصیلی غور وغوض کرکے ضخیم رپورٹیں تیار کی ہیں۔

یہ تمام کمیشن اور کمیٹیاں علمائے کرام اور مالیاتی ماہرین پر مشتمل تھیں، اور سب کا متفقہ نقطہ نظر یہی تھا کہ ملک سے سود کا خاتمہ قابلِ عمل ہے، اور ان میں کام کا طریقہ کار بھی بتایا گیا تھا، لیکن ان کا کام سفارشات پیش کرنے کی حد تک محدود تھا۔ اب کسی مزید سفارشی کمیٹی یا کمیشن کی ہرگز ضرورت نہیں ہے، اس کے بجائے ایسی بااختیار ٹاسک فورس کی ضرورت ہے جو ان سفارشات کو عملی طور پر نافذ کرنے کا اختیار رکھتی ہو۔

❷:- بعض صوبوں میں ایسے قوانین بنائے گئے ہیں جن میں انفرادی یا مہاجنی قرضوں پر سود کی ممانعت کی گئی ہے، یہ قوانین پورے ملک میں نافذ کیے جائیں۔

❸:- بعض ادارے ایسے ہیں جنہیں فوری طور پر سود سے پاک کرنے میں کوئی بڑی رکاوٹ نہیں ہے، مثلاً این آئی ٹی یونٹ ہاؤس، بلڈنگ فائنانس کارپوریشن، پنشن فنڈ، اور کنزیومر فائنانس کے دوسرے شعبے، ان کو بلاتاخیر فوراً سود سے پاک کیا جائے۔

❹:- قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ: ’’وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ۔‘‘ (البقرہ:۲۷۵) یعنی ’’اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال کیا ہے، اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔‘‘ اس آیت کے مطابق ’’سود‘‘ کا اصل متبادل ’’بیع‘‘ ہے۔ لیکن موجودہ قوانین بینکوں اور مالیاتی اداروں کو براہِ راست بیع اور تجارت سے منع کرتے ہیں، ان قوانین پر نظرِ ثانی کرکے بینکوں اور مالیاتی اداروں پر سے یہ پابندی اُٹھائی جائے۔

❺:- الحمد للہ! ملک کے دستور کی دفعہ ۲۲۷ غیر مبہم الفاظ میں یہ اقرار کرتی ہے کہ ملک کے موجودہ تمام قوانین کو قرآن وسنت کے مطابق بنایا جائے گا، اور قرآن وسنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا۔

اس دفعہ کو عملی طور پر مؤثر بنانے کے لیے دفعہ ۲۰۳ کے ذریعے وفاقی شرعی عدالت کا قیام عمل میں لایا گیا تھا، اس کے فیصلوں کے خلاف اپیلوں کے لیے سپریم کورٹ میں شریعت اپیلیٹ بینچ تشکیل دی گئی تھی، ان دونوں عدالتوں میں علماء ججز کی شمولیت ضروری تھی، تمام مکاتبِ فکر کے علماء، دینی تنظیموں اور تاجر برادری کا یہ نمائندہ اجتماع اس بات پر گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے کہ اس وقت یہ اہم ترین ادارے تقریباً معطل پڑے ہوئے ہیں۔ وفاقی شرعی عدالت میں اس وقت صرف دو جج ہیں، اور کوئی عالمِ دین اس میں شامل نہیں، جبکہ شروع میں یہ عدالت سات ججوں پر مشتمل تھی، جن میں تین جج علماءِ دین تھے۔ اسی طرح سپریم کورٹ کی شریعت اپیلیٹ بینچ عرصۂ دراز سے تقریباً معطل ہے۔ بہت سے اہم مقدمات سالہا سال سے زیرِ التواہیں، اور بینچ کا اجلاس شاذ ونادر ہی ہوتا ہے۔

یہ نمائندہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وفاقی شرعی عدالت اور سپریم کورٹ کی شریعت بینچ کو فعال بنایا جائے، اور ان کی خالی جگہوں کو علماء سے پُر کیا جائے۔

❻:- یہ نمائندہ اجتماع پچھلی حکومت میں منظور کیے ہوئے ''ٹرانس جینڈر ایکٹ'' کے بارے میں مطالبہ کرتا ہے کہ اس میں ترمیم کرکے اسے شریعت کے مطابق بنایا جائے۔ جن لوگوں میں مرد اور عورت دونوں کی مشابہت پائی جاتی ہے، ان کے حقوق کا تحفظ اور معاشرے میں انہیں باعزت مقام دینا بے شک ضروری ہے، لیکن ان کی صنف (sex) کا تعین ایک خالص حیاتیاتی (Biological) مسئلہ ہے، اور شریعت نے بھی اس کو طبی اصولوں پر چھوڑا ہے۔ اس بات کا کوئی جواز نہیں ہے کہ ایک شخص کو جو طبی اعتبار سے مرد ہو، صرف اس کی خواہش کی بنیاد پر عورت قرار دیا جائے، یا جو شخص طبی اعتبار سے عورت ہو، صرف اس کی خواہش کی بنیاد پر مرد تصور کیا جائے۔

ٹرانس جینڈر کی اصطلاح اسی غیر معقول اور غیر شرعی تصور پر مبنی ہے، اس لیے اس ایکٹ کے بارے میں پارلیمنٹ میں جو ترمیمیں پیش کی گئی ہیں، ہم ان کی تائید کرتے ہیں۔ ان کے مطابق اس ایکٹ میں فوری طور پر وہ ترمیمیں نافذ کی جائیں۔

ٹرانس جینڈر کی اسی غیر معقول اور غیر شرعی بنیاد پر ''جوائے لینڈ'' کے نام سے جو بدنامِ زمانہ فلم جاری کی گئی ہے، وہ اسلامی اور پاکستانی اقدار کے یکسر خلاف ہے، اس کی نمائش پر پابندی کا جو فیصلہ پنجاب حکومت نے کیا ہے، ہم اس کا خیر مقدم کرتے ہیں، اور وفاق اور دوسرے صوبوں سے بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ بھی اس پر پابندی عائد کریں۔''

حکومت سے یہ مطالبہ درست اور صحیح ہے کہ حکومت بینکوں کو کاروباری ادارہ بنادے تو اُمید ہے کہ سود کے معاملہ میں حائل رکاوٹیں تقریباً ختم ہوجائیں گی۔

اسی طرح راقم الحروف کی یہ بھی تجویز ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کے طرز پر تمام مسالک کے علمائے کرام، معیشت کے ماہرین، تاجر برادری اور قانون دان حضرات پر مشتمل ایک متفقہ پلیٹ فارم تشکیل دیا جائے جو اسلامی قوانین کی روشنی میں غیر سودی بینکاری کے ایسے قواعد اور اصول وضع کرے، جن میں کسی بھی مکتبِ فکر کے عالم دین، ماہرینِ معیشت، تاجر حضرات اور قانون دان طبقے کو کوئی اشکال یا اعتراض باقی نہ رہے، کیوں کہ غیر سودی بینکاری کے نام سے موجودہ نظام پر جمہور اہلِ افتاء اور بڑے معاشی ماہرین کے قابلِ التفات تحفظات موجود ہیں، غالباً انہی کے اعتراف وازالہ کے طور پر حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی حفظہ اللہ نے اسی اجتماع میں اپنے بیان میں یہ فرمایا تھا کہ:

’’ہم نے غیر سودی بینکاری کے لیے کئی جگہ ابتدائی طور پر کمپرومائز کیا ہے، یہ کام جیسے جیسے آگے بڑھے گا تو ان شاء اللہ! اس سقم کو بھی دور کیا جائے گا۔‘‘

اس اجتماع میں موجود علماء کرام اور مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے حکومت کی توجہ اس جانب بھی مبذول کرائی کہ مدارس، مساجد اور عبادت گاہیں جو خالصۃً عوامی اور رفاہی خدمات کے لیے مصروفِ عمل اور مختص ہیں، ان کو کمرشل کی فہرست میں شامل کرتے ہوئے ان کے بجلی اور گیس کے بل میں کئی قسم کے ٹیکسز شامل کیے گئے ہیں، ان ٹیکسز اور بلوں سے مساجد، مدارس اور عبادت گاہوں کو مستثنیٰ کیا جائے۔ وفاقی وزیر جناب اسحاق ڈار صاحب نے کہا کہ آپ حضرات اس بارہ میں درخواست دیں، حکومت اس بارے میں ضرور غور کرے گی۔

اسی طرح ان کی توجہ اس جانب بھی مبذول کرائی گئی کہ ایک طرف ہر سطح پر شفافیت کا دعویٰ ہے تو دوسری طرف کئی بینک اب بھی مدارس، مساجد اور ٹرسٹ کے اکاؤنٹ نہیں کھول رہے، تو جناب اسحاق ڈار صاحب نے گورنر اسٹیٹ بینک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ: اس بارہ میں آپ رپورٹ لیں اور بینکوں کو ہدایات دیں کہ اس معاملہ میں وہ مساجد اور مدارس کے ذمہ داران سے تعاون کریں۔

اسی طرح صدرِ مجلس مفتی محمد تقی عثمانی صاحب اور مولانا فضل الرحمٰن صاحب کی جانب سے یہ اعلان بھی کیا گیا کہ ہم ایک ماہ تک انتظار کریں گے، اگر پھر بھی وفاقی حکومت کی جانب سے حرمتِ سود کی جانب کچھ پیش رفت اور اقدامات ہوتے نظر نہ آئے تو آئندہ ’’حرمتِ سود سیمینار‘‘ پشاور میں منعقد کیا جائے گا۔

دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے ملک کو سود کی لعنت سے پاک کردے، حکومتِ وقت کو اس جانب عملی اقدامات اُٹھانے کی توفیق عطا فرمائے، ملک کو معاشی واقتصادی طور پر مستحکم بنائے، اور ہمارے ملک کو داخلی وخارجی تمام بحرانوں اور فتنوں سے محفوظ تر بنائے، آمین ثم آمین۔

وفاقی حکومت کا مثبت کارنامہ!

لاہور ہائی کورٹ نے ۹/ جون ۲۰۲۱ء کو جو فیصلہ دیا تھا کہ سوشل میڈیا پر اسلام، دینی تعلیمات، خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کے خلاف مواد اپلوڈ کرنے پر پی ٹی اے از خود کارروائی کرے۔

وفاقی حکومت کو اور بھی کئی اقدامات اٹھانے کا کہا گیا۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اس فیصلے پر من وعن عمل کیا جاتا، لیکن لاہور ہائی کورٹ کے اس فیصلے کو کالعدم قرار دینے کے لیے سابقہ وفاقی حکومت نے سپریم کورٹ میں تین اپیلیں دائر کردیں اور اس حکومت کے آتے ہی خاموشی سے ان کی سماعت شروع ہوگئی، جیسا کہ ماہنامہ بینات کے گزشتہ شمارہ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۴ھ مطابق دسمبر ۲۰۲۲ء کے اداریہ میں یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ وفاقی حکومت ان اپیلوں کو واپس لے۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کو کہ جب انہیں اس کی حقیقت کا علم ہوا تو انہوں نے وزیراعظم میاں شہباز شریف صاحب سے بات کی، اور ان کو اس بات پر قائل کیا کہ وفاقی حکومت کی جانب سے دائر کردہ اپیلیں مناسب نہیں، انہیں واپس لیا جائے۔ اور پھر قانونی مشاورت کے لیے معروف قانون دان سینیٹر جناب کامران مرتضیٰ صاحب کو کوئٹہ سے اسلام آباد طلب کیا اور ان کی ذمہ داری لگائی کہ قانونی تقاضے پورے کرتے ہوئے ان اپیلوں کو واپس لیا جائے۔

سپریم کورٹ میں اس کیس کی سماعت کے آغاز پر کامران مرتضیٰ ایڈووکیٹ صاحب نے عدالت میں موقف اختیار کیا کہ موجودہ وفاقی حکومت نے سابقہ حکومت کے دور میں سپریم کورٹ میں دائر کی گئی مذکورہ تینوں اپیلیں واپس لینے کا فیصلہ کیا ہے۔ موجودہ حکومت ان اپیلوں کی پیروی نہیں کرنا چاہتی، لہٰذا فاضل عدالت اپیلیں واپس لینے کی اجازت دے۔ عدالت نے ان کی استدعا منظور کرتے ہوئے مذکورہ تینوں اپیلیں واپس لینے کی بنیاد پر خارج کردیں۔

سپریم کورٹ میں دائر مذکورہ اپیلیں واپس لینے پر ہم وفاقی حکومت اور حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں، جنہوں نے اس میں کلیدی کردار ادا کیا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ان تمام حضرات کو اپنے شایانِ شان جزائے خیر عطا فرمائے، جنہوں نے کسی بھی مرحلے پر اس کے لیے آواز اُٹھائی، یا اس کے لیے کوشاں رہے، جزاکم اللہ تعالیٰ خیرا في الدارین أحسن الجزاء.

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا محمد و علیٰ آلہٖ و صحبہٖ أجمعین

مکاتیب حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمہ اللہ

بنام حضرت بنوری رحمہ اللہ

انتخاب: مولانا سید سلیمان یوسف بنوری

مکتوب حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمہ اللہ بنام حضرت بنوری رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۰/ ۱۰/ ۶۲ھ

برادرِ محترم ومکرم زید مجدکم!

بعد سلام مسنون عرض ہے، بحمد اللہ مع الخیر رہ کر مستدعی خیریتِ مزاجِ گرامی ہوں۔ سالِ گزشتہ مولانا عبد الحق صاحب نافع کے ذریعے احقر نے جناب سے استمزاج کرایا تھا کہ کیا آپ تعلقِ دار العلوم منظور فرما سکتے ہیں؟ جناب نے اس وقت مجلسِ علمی کی خدمات اور اس کی غیر معمولی قدر دانی کا عذر فرماتے ہوئے یہ ظاہر فرمایا تھا کہ بعض مفوضہ اُمور سال بھر سے کم میں پورے بھی نہیں ہو سکتے، اس لیے ایک سال تک تو کہیں جانا مشکل ہے۔ سال پورا ہونے کو آیا ہے اور دار العلوم میں ایک عرصہ دراز سے احقر کا یہ جذبہ رہا ہے کہ قابل افراد کا اجتماع ہو، یہاں کے حضرات بحمد اللہ آپ کو فضلاء دار العلوم میں ایک جوہرِ قابل سمجھتے ہیں، اس لیے جی چاہتا ہے کہ آپ بھی اس گلدستۂ علماء کا ایک پھول بن جائیں، اور اپنی قابلیت کو اس مرکزی ادارہ کی ترقی اور سود و بہبود میں صرف فرمائیں۔ جو بھی دار العلوم کا پروردہ ہے، اس پر دار العلوم کا حق ہے، اور اس حق سے جب وہ خود طلب کرے تو فضلاء کو حق شناسی کی ضرورت ہے۔ خدا کرے کہ آپ یہی جذبۂ خدمت لے کر یہاں کے کاموں کا ایک اہم جز وثابت ہوں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ آپ اور بھی کچھ نہیں تو کم از کم سال بھر کے لیے بصورتِ حصولِ رخصت ہی دار العلوم میں تشریف لے آویں۔ یہ صورت محض آپ کے اطمینان کے لیے ہوگی، ورنہ دار العلوم دعوتِ

مطلقہ بھی دے سکتا ہے۔ بہرحال! اگر اس کا امکان ہے تو آپ کی مرضی معلوم ہونے پر بندہ مجلس میں اس کی تحریک کردے، تاکہ یہ چیز ضابطہ میں بھی آجائے، بندہ آپ کے جواب کا منتظر رہے گا۔ میرے خیال میں تصنیف کا کام یہاں رہ کر بھی ممکن ہے، یہ چیز علماء کی زینت ہے، اور وہ درس کے ساتھ بھی نبھ سکتی ہے۔ (۱) اُمید ہے کہ مزاجِ گرامی بعافیت ہوگا۔ والسلام!

احقر محمد طیب غفرلہ
مہتمم دارالعلوم دیوبند

حضرت المحترم زیدت معالیکم!
سلامِ مسنون نیازِ مقرون

مکرمت نامہ مع ٹیپ ریکارڈ بدستِ مولوی عبدالواحد صاحب بلوچستانی شرفِ صدور لایا، اس توجہ فرمائی کا دل سے ممنون ہوں، حق تعالیٰ جناب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

میں ان شاء اللہ بقصدِ زیارتِ حرمین شریفین ۱۵/اپریل سنہ ۶۰ء یومِ جمعہ کو روانہ ہوں گا، بمبئی سے مظفری جہاز ۲۱/اپریل سنہ ۶۰ء کو روانہ ہوگا۔ دعا فرماویں کہ حق تعالیٰ کامیاب پہنچائے اور کامیاب واپس لائے، آمین!

جناب کے لیے ان شاء اللہ دل سے دعا کروں گا۔ میری طرف سے اساتذۂ موجودینِ وقت کی خدمات میں سلامِ مسنون و استدعاءِ دعا عرض ہے، یہاں بحمد اللہ بہمہ وجوہ خیریت ہے۔

والسلام
محمد طیب غفرلہ (از دیوبند)
۱۴/۱۰/۷۹ھ

..... ❀ ..... ❀ ..... ❀ .....

---

(۱) حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمہ اللہ کے اس خط سے خانوادۂ نانوتوی سمیت دارالعلوم دیوبند میں حضرت بنوریؒ کا عنفوانِ شباب ہی میں مقام ومرتبہ معلوم ہوتا ہے، اگرچہ تکوین کی کرشمہ سازی نے حضرت بنوری رحمہ اللہ کے لیے دارالعلوم دیوبند تشریف لے جانا مقدر نہیں کیا، چنانچہ مختلف غیبی ومنامی اشارات اور استخاروں واستشاروں کے نتیجے میں انہوں نے کراچی آکر مدرسہ عربیہ اسلامیہ (حال جامعہ علومِ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی) کی بنیاد ڈالی، جس کی علمی وعملی خدمات کا اعتراف ہر خاص وعام نے کیا، حتیٰ کہ خودام المدارس دارالعلوم دیوبند کے اکابر نے اس ادارہ کو سرمایۂ افتخار قرار دیا۔

ذکر اللہ کی اہمیت!

ڈاکٹر عبدالسلام
ایبٹ آباد

اللہ رب العزت ساری کائنات کا خالق اور مالک ہے۔ دن رات اللہ پاک نے بنائے، یہ کائنات اللہ پاک نے بنائی ہے، اللہ پاک کے حکم سے یہ کائنات وجود میں آئی ہے۔ اور اللہ رب العزت جب چاہیں گے یہ کائنات فنا ہوجائے گی، اللہ رب العزت کے سوا کوئی بھی نہیں رہے گا۔ اس دن اللہ پاک اپنی قدرت کا، اپنی شان کا اظہار کریں گے اور فرمائیں گے: ''لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ '' آج کس کی حکومت ہے؟ کوئی جواب دینے والا نہیں ہوگا۔ اللہ رب العزت پھر خود ہی جواب دیں گے کہ: ''لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ '' آج وہ واحد جو وحدہٗ لاشریک ہے، جس کی صفات میں کوئی شریک نہیں ہے، اس کی حکومت ہے۔

اللہ تعالیٰ کا نام کائنات کی روح ہے

اللہ کے نام کی بڑی عظمت ہے۔ جب تک ایک اللہ کا بندہ بھی ایسا رہے گا جو صرف اللہ کا نام لے گا، اللہ پاک اپنے نام کی برکت سے اس دنیا کے نظام کو چلائے گا، اور جب وہ ''اللہ، اللہ'' کہنے والا واحد بندہ بھی دنیا سے رخصت ہوجائے گا تو پھر اللہ پاک اس دنیا کے نظام کو لپیٹ لیں گے کہ اب میرا نام لینے والا کوئی نہیں رہا، اب یہ دنیا بے مقصد ہوچکی ہے، بے فائدہ ہوچکی ہے۔ سو اللہ کے نام کی بڑی قیمت ہے، بڑا وزن ہے، اس لیے کہ اللہ بڑے ہیں، اللہ کا نام بھی بڑا ہے، تو اللہ کا نام عظمت سے لینا چاہیے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں: ''اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِيْ '' عظمت، کبریائی اللہ کی چادر، اللہ کا تہبند ہے۔ کبریائی اللہ کے ساتھ خوبصورت لگتی ہے، یہ اللہ کا وصف ہے، اللہ کی صفت ہے۔

مسلمان کے لیے سب سے قیمتی چیز برکت ہے

ہمارے اکابرین نے ذکر کے ریکارڈ قائم کیے ہیں۔ ہمارے حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ:

امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہٗ ہمارے روحانی دادا چوبیس گھنٹے میں اور معمولات کے علاوہ ساڑھے دس لاکھ اذکار کرتے تھے۔ یہ کیسے ہوجاتا تھا؟ ہمارے دین میں برکت ہے، کفار کی ڈکشنری میں برکت کا نام نہیں ہے، یہ مسلمان کی ڈکشنری میں ہے، دنیا داروں کے کاموں میں چوں کہ برکت نہیں ہوتی، اس لیے وہ ہائے ہائے کرتے رہتے ہیں، ان کے دن اور رات ایسے گزرتے ہیں کہ ان کو پتہ ہی نہیں چلتا۔

جب آپ ﷺ کو حلیمہ سعدیہؓ لے گئیں اور آپ بکریاں چرانے کے لیے جاتے تھے، بکریاں جب واپس آتی تھیں تو خوب سیر ہوتی تھیں اور ان کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے ہوتے تھے، جبکہ دیگر لوگوں کی جو بکریاں ہوتی تھیں ان کا دودھ نہیں ہوتا تھا، تو وہ کہتے تھے کہ بھائی! حلیمہ سعدیہؓ کی بکریوں کے تھن دودھ سے لبریز اور بھرے ہوتے ہیں، اور ہماری بکریوں کے تھنوں میں دودھ نہیں ہوتا، ہم بھی اسی جگہ چراتے ہیں جہاں پر وہ چراتے ہیں، لیکن سمجھ نہیں آتا۔ یہ ہمارے آقا ﷺ کی برکات ہیں۔

کلمہ کی فضیلت

یہ کلمہ ''لا إلٰه إلا الله محمد رسول الله'' اتنا قیمتی ہے کہ اگر کوئی مسلمان اپنے گناہوں کی وجہ سے جہنم میں جل رہا ہوگا اور جہنم کی تہہ میں ہوگا اور جل کر کوئلہ بن چکا ہوگا۔ اللہ رب العزت اس کلمے کی برکت سے اس کو جہنم کی تہہ سے نکال کر جنت میں داخل کرے گا، ایک نہر میں اس کو غسل دیا جائے گا جس کو آبِ حیات کہتے ہیں، وہ بالکل پاک وصاف ہوکر نورانی بن جائے گا اور نکھر جائے گا، اس کے بعد اس کو جنت میں داخل کردیا جائے گا۔

کلمہ کا تقاضا

اللہ پاک نے کلمہ کی بڑی نعمت ہم سب کو عطا کی ہے، اللہ پاک اس نعمت کی قدر دانی کرنے کی توفیق نصیب فرمائے، کیوں کہ جس نعمت کا شکر یہ ادا کیا جاتا ہے: ''لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ'' تو اللہ پاک اس نعمت کو بڑھاتے ہیں، اس میں بڑھوتری کرتے ہیں، اس میں اضافہ کرتے ہیں، اور جب کفرانِ نعمت کی جاتی ہے تو اللہ پاک اس نعمت کو چھین لیتے ہیں، ناراض بھی ہوتے ہیں اور سزا بھی دیتے ہیں: ''وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ'' تو کلمہ کی نعمت کا شکر یہ یہ ہے کہ ہمیں کلمہ کے حقوق کا خیال رکھنا چاہیے کہ کلمہ ہم سے کیا تقاضا کرتا ہے؟ کلمہ کا تقاضا کیا ہے؟ اللہ پاک قرآن پاک میں فرماتے ہیں، جس کا

مفہوم یہ ہے کہ: ’’میں نے مؤمنین کے اوپر احسان کیا کہ ان میں ایک ایسے رسول کو مبعوث کیا جو اُن کے اوپر قرآن پاک کی آیات کی تلاوت کرتا ہے۔‘‘ علماء کرام نے اس کی تفسیر میں لکھا ہے کہ: ’’یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ‘‘ سے مراد تبلیغ و دعوت کی محنت ہے۔ نبی علیہ السلام کی بعثت کا پہلا مقصد تبلیغ و دعوت ہے، نبی علیہ السلام کی بعثت کا دوسرا مقصد تزکیہ ہے، یعنی قلوب کی صفائی جس کو علمائے حق تزکیہ بھی کہتے ہیں، تصوف بھی کہتے ہیں، سلوک بھی کہتے ہیں۔ کسی کے ہاتھ میں ہاتھ دینا، اللہ اللہ کرنا اور کرانا یہ تزکیہ ہے۔ نبی علیہ السلام کی بعثت کا تیسرا مقصد ’’وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ‘‘ کتاب وحکمت کی تعلیم ہے۔ نبی علیہ السلام نے اپنی زندگی میں دو مدرسے قائم کیے، پہلا مدرسہ مکہ مکرمہ دارِ ارقم میں، اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کرلی تو وہاں پہ آپ نے صفہ کا مدرسہ بنایا، تو نبی علیہ السلام کی بعثت کا تیسرا مقصد تعلیم وتعلم ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ذکر کائنات میں سب سے اہم چیز ہے

ساری کائنات اللہ کا ذکر کرتی ہے، پہاڑ اللہ کا ذکر کرتے ہیں، کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ کا ذکر کرتا ہے اور کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ رب العزت کی موجودگی کی، اللہ کی صفات کی اور اللہ پاک کی قدرتوں کا مظہر ہے، چلتا پانی اللہ کا ذکر کرتا ہے، پرندے ہوا میں اللہ کا ذکر کرتے ہیں، زمین کے اندر جو مخلوق رہتی ہے وہ اللہ کا ذکر کرتی ہے، تو انسان جس کے اوپر اللہ پاک نے اتنی نعمتوں کی بارش کی ہے اتنی نعمتیں کہ اگر گننے لگیں تو ان نعمتوں کا شمار نہیں کر سکتے، اس رب کو یاد کرنا چاہیے، اس لیے ہم پر لازم ہے کہ ہم اللہ رب العزت کا ذکر اپنا مقصد سمجھ کر کرتے رہیں۔

دنیا میں ہر عمل اور قول کو اعمال نامہ میں لکھ دیا جاتا ہے

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ کرم ہے، احسان ہے کہ اللہ رب العزت نے ہم سب کو بہت بڑی عظیم نعمت ’’کلمہ‘‘ کی نعمت سے نوازا ہے، اس نعمت کی قدردانی کا علم اس وقت ہوگا جب ظاہر کی آنکھ بند ہوگی اور ہمارا آخرت کا سفر شروع ہوگا۔ نبی علیہ السلام نے جنت کی زیارت کی اور جنت کی جو قبلے کی طرف والی دیوار تھی، اس پر چند سطور لکھی ہوئی تھیں: ’’ما قدمنا وجدنا و ما أکلنا لدینا وما خلفنا خسرنا‘‘ .... ’’ما قدمنا وجدنا‘‘ جو چیز ہم نے آگے بھیجی، وہ ہمارے کام آئی۔ اللہ رب العزت نے جتنی زندگی ہمیں دی ہے اس دنیا میں گزارنے کے لیے، اس ساٹھ سالہ زندگی میں اعمال کرنا، ان کی باقاعدہ ریکارڈنگ ہو رہی ہے، اللہ پاک نے دائیں طرف نیکی والا فرشتہ بٹھایا ہوا ہے، اور بائیں طرف جو برے کام ہم سے سرزد ہوتے ہیں وہ برے کام ریکارڈ کرتا ہے، ایک دفعہ ایک اللہ والے نے اشارے

سے اپنے کسی جانور کو بلایا، جیسے جانور کو بلاتے ہیں، اشارہ کرتے ہیں، ہاتھ میں کچھ رکھتے ہیں کہ کچھ جانور کو دینا ہے، کھلانا ہے، انہوں نے اشارے سے جانور کو بلایا تو اللہ پاک بعض اوقات غیب کی باتیں اللہ والوں پر منکشف کردیتے ہیں، تو جب انہوں نے اشارے سے جانور کو بلایا تو اللہ پاک نے ان پر وہ منظر منکشف کردیا کہ فرشتے نے وہ اشارہ بھی لکھ لیا، تو بزرگ پریشان ہوئے کہ یہ بھی لکھا جاتا ہے؟

ہر آن ہر گھڑی ہمارے جسم سے جو اعمال نکلتے ہیں ان کی ریکارڈنگ ہورہی ہے، آج سائنس کا دور ہے، ہماری شریعت میں وہ باتیں جن کے بارے میں کسی زمانے میں کمزوری دکھائی جاتی تھی، سائنس نے بھی ثابت کردیا، وہ باتیں درست اور سچ ہیں، کمپیوٹر کا دور ہے، ہر چیز کی ریکارڈنگ ہورہی ہے، اسی طرح ہمارے اعمال بھی ریکارڈ ہورہے ہیں۔ ’’ما قدمنا وجدنا‘‘ جو عمل ہم اس دنیا میں کرتے ہیں وہ ریکارڈ ہوتا ہے اور ہمارے اعمال نامے میں لکھا جارہا ہے، اور یہ اعمال ہم آگے بھیج رہے ہیں، آخرت کی طرف اکاؤنٹ میں جمع ہورہے ہیں۔

دن رات ہر جگہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں کوشاں رہنا چاہیے

یہ سب کچھ جو اردگرد ہے ان شاء اللہ! کل گواہی دے گا۔ بیت اللہ بھی گواہی دے گا، ان شاء اللہ۔ اللہ کے گھر کی دیواریں بھی گواہی دیں گی کہ اِن اللہ تعالیٰ کے بندوں نے میرے قرب میں بیٹھ کر ذکر کا حلقہ لگایا تھا، اور حلقے میں تجھے یاد کیا تھا، حلقے میں تیری وحدانیت بیان کی تھی، نفی اثبات کا ذکر کیا تھا، اسم ذات کا ذکر کیا تھا، تیری صفات کا ذکر کیا تھا اور ذکرِ قلبی بھی کیا تھا اور ذکرِ لسانی بھی کیا تھا، کیوں کہ اللہ رب العزت تو سمیع بھی ہے اور بصیر بھی ہے، دیکھتا بھی ہے، سنتا بھی ہے، تو ہماری یہ گواہی پیش ہوگی ان شاء اللہ! کراچی میں جو ہم نے سمندر کی سطح کے اوپر اللہ کا ذکر کیا تھا، وہ پانی اس کا ایک ایک ذرہ بھی گواہیاں دے گا کہ انہوں نے اے رب العزت! یہاں بھی ذکر کیا تھا، اللہ پاک قبول کرنے والے ہیں، وہ بڑے کریم ہیں۔

ذکر کا مقصد

ذکر کا مقصد قرآن کریم کی طرف لے جانا ہے، ذکر میں خشوع آ گیا تو ان شاء اللہ! جب قرآن کریم کی تلاوت کریں گے تو پھر قرآن کی تلاوت میں خشوع ہوگا، پھر اللہ کی شان یاد آتی ہے۔ عکرمہؓ جو ابوجہل کے بیٹے تھے، لیکن صحابیِ رسول تھے، جب قرآن کی تلاوت کرتے تھے، قرآن پہ گر جاتے تھے، آنسوؤں کی لڑیاں جاری ہوجاتی تھیں اور فرماتے تھے: ’’هٰذَا كَلَامُ رَبِّيْ هٰذَا كَلَامُ

رَبِّيْ ''..... ''یہ میرے رب کا کلام ہے، یہ میرے رب کا کلام ہے۔'' قرآن کی ایسی تلاوت کریں، کوشش کریں علماء کرام سے رابطہ رکھیں، جو پڑھے لکھے ہیں ترجمہ کے ساتھ پڑھیں، اللہ پاک نے قرآن پاک کو ذکر سے یاد کیا ہے: ''اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ '' ہم نے ذکر کواُتارا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم جو اسباق پڑھتے ہیں، اس کا مقصد یہ ہے کہ قرآن کے ذکر کی طرف منتقل ہو جائیں، یہ قرآن کریم کا حق ہے، فقہاء نے لکھا ہے کہ روزانہ تین پاؤ قرآن پاک کی تلاوت یہ قرآن پاک کا ہمارے اوپر حق ہے، بہتر ہے کم از کم روزانہ ایک سپارہ پڑھیں، مہینے میں قرآن پاک ختم، ادھر سے چاند نمودار ہوا، آپ کا قرآن کریم شروع ہوا، ادھر چاند غروب ہوا، آپ کا قرآن کریم مکمل ہوا، اللہ پاک عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

میں اپنے تعلق والوں سے کہتا رہتا ہوں کہ یہ جو ہم ذکر کراتے ہیں، تصوف میں اس کا اصل مقصد کیا ہے؟ اس کا اصل مقصد یہ ہے کہ ہم قرآن کریم کی تلاوت پہ آ جائیں، جیسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا: ''اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ '' کہ ہم نے ذکر کو اتارا۔ اللہ پاک نے قرآن کریم کو ''ذکر'' فرمایا ہے تو اصل ذکر قرآن کریم کی تلاوت ہے۔ ٹھیک ہے کہ ذکر سے دل کی صفائی ہوتی ہے، ہمارے روحانی دادا امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہٗ (اللہ پاک ان کی قبر کو نور سے بھر دے) وہ تو تھے ہی ایسے کہ ان کی قبر سے آج بھی خوشبو آتی ہے۔ اہلِ دل، دل والے لوگ، علماء کرام آج بھی جب چلے جاتے ہیں، ان کی قبر پر بیٹھتے ہیں، مراقبہ کرتے ہیں تو وہ خوشبو اُن کو محسوس ہوتی ہے، وہ روزانہ چوبیس گھنٹے میں ساڑھے دس لاکھ اذکار کرتے تھے۔ میرے شیخ مولانا خلیفہ غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ (جنہوں نے امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہٗ کے گھر کا چار مہینے تک کھانا کھایا تھا) وہ فرمایا کرتے تھے: حضرت لاہوریؒ کی کوئی باقاعدہ خانقاہ نہیں تھی، سالکین آتے تھے اور ٹھہرتے نہیں تھے، حضرتؒ فرماتے تھے کہ بازار سے کھانے کی چیز خرید کر لاؤ، لیکن مجھے دکھاؤ، جب میں کہہ دوں تو پھر وہ نوش کیا کریں، کھایا کریں، اللہ پاک نے کثرتِ ذکر کی وجہ سے حضرت کا دل اتنا منور کیا تھا کہ حضرت بہ بانگِ دہل علی الاعلان فرمایا کرتے تھے کہ: ''چاول کا دانہ میری ہتھیلی پر رکھ دیں، بتا دوں گا کہ حرام کا ہے یا حلال کا ہے۔''

ذکر کی برکات

اللہ رب العزت فرماتے ہیں: ''فَاذۡكُرُوۡنِىۡۤ اَذۡكُرۡكُمۡ وَاشۡكُرُوۡا لِىۡ وَلَا تَكۡفُرُوۡنِ ''... ''پس

تم میرا ذکر کرو، میں تمہارا ذکر کروں گا، تم میرا شکر ادا کرو اور کفرانِ نعمت نہ کرو۔'' اللہ رب العزت کتنے کریم ہیں کہ فرماتے ہیں کہ: میرا ذکر کریں، میں بھی آپ کا ذکر کروں گا، حالانکہ وہ تو رب ہے، صمد ہے، بے نیاز ہے، وہ وراء الوراء ہے، بادشاہ ہے اور پھر حدیثِ قدسی کا مفہوم ہے کہ اللہ پاک فرماتے ہیں کہ: جس حالت میں تم میرا ذکر کرو گے، جس انداز میں، جس ماحول میں، اسی ماحول میں' میں آپ کا ذکر کروں گا۔ اگر تم اپنے دل میں یعنی ذکرِ قلبی کرو گے اور مجھے اپنے دل میں یاد کرو گے تو میں بھی اسی ترتیب سے آپ کو یاد کروں گا، اور اگر تم مجمع میں میرا ذکر کرو گے، انسانوں میں، میرے بندوں میں، تو میں بھی مجمع میں آپ کا ذکر کروں گا اور وہ مجمع نورانی مخلوق کا مجمع ہے، فرشتوں کا مجمع ہے، جو اللہ پاک کا ہر حکم ہر آن ہر گھڑی پورا کرتے ہیں اور نورانی مخلوق ہے، کھاتے پیتے بھی نہیں ہیں، تو اللہ رب العزت اتنے کریم ہیں کہ وہ بھی ہمارا ذکر کرتے ہیں۔

حضرت خواجہ عثمان دامانیؒ کا قول ہے، فرماتے ہیں کہ: جو سالک روزانہ بارہ ہزار مرتبہ اللہ کو یاد کرتا ہے، اللہ کے نام کا ذکر کرتا ہے، اللہ اللہ کہتا ہے، وہ صاحبِ کلام بن جاتا ہے، صاحب اللفظ بن جاتا ہے، سیف قاطع بن جاتا ہے، یعنی وہ جو بات کہتا ہے' وہ تلوار کی طرح کاٹنے والی بن جاتی ہے، جو کلام وہ اپنی زبان سے نکالتا ہے' خیر کی بات کہتا ہے۔ اللہ رب العزت اس کی لاج رکھتے ہیں، اس کی بات تلوار کی طرح کاٹتی ہے، اللہ پاک اس کی بات کو پورا کرتے ہیں۔

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....

کچھ ہماری ''یادیں''

مفتی رفیق احمد بالاکوٹی
استاذِ جامعہ و ناظم تخصصِ فقہِ اسلامی

ماہ نامہ البلاغ کراچی میں ''یادیں'' کے نام سے حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم کا مضمون قسط وار شائع ہو رہا ہے۔ ماہِ صفر المظفر و ربیع الاول ۱۴۴۴ھ مطابق اکتوبر ۲۰۲۲ء کے شمارہ میں اور باتوں کے علاوہ کچھ باتیں جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے دارالافتاء سے متعلق بھی شامل اشاعت تھیں، ضروری معلوم ہوا کہ ریکارڈ کی درستگی کی غرض سے ان کی تصحیح و ضروری وضاحت کردی جائے، تاکہ تاریخی نقطۂ نظر سے ہر پہلو واضح ہو:

❶ - جن دینی حلقوں کی طرف سے مروجہ اسلامی بینکاری کی بابت' حمایت کا تأثر دیا گیا ہے، ان کی فہرست' ان کے علمی و عملی کارناموں اور طریقۂ حمایت وغیرہ سے قصداً صرفِ نظر کرتے ہوئے صرف اتنا عرض کریں گے کہ جن مقتدر ہستیوں کا تائید کے طور پر تذکرہ ہے، ان کے متعلق حضرت مفتی صاحب زید مجدہم بخوبی آگاہی کے باوجود شاید کچھ نہ کہہ سکیں، اس لیے ہم بھی فی الحال کچھ نہیں کہہ سکتے، بلکہ صرف حضرت سے اختلاف رائے رکھنے والے حلقے سے متعلق چند تسامحات کی نشان دہی پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔ نیز یہ کہ اسلامی بینکاری کی تائیدی تحریروں کے بعد حضرت نے خود جو تحریر لکھی ہے، اس کے بعض مندرجات پر گفتگو ہوتی رہی ہے، اور مزید ہوتی رہے گی، ان شاء اللہ! اس لیے بھی مضمون میں ذکر کردہ تائیدی تحریروں پر تبصرے کی ضرورت نہیں ہے۔

البتہ مفتی صاحب زید مجدہم نے اسلامی بینکاری کے نظریاتی و دفعاتی مؤیدین میں حضرت مفتی سیاح الدین کاکاخیل، مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہم اللہ، اور مجلسِ تحقیقِ مسائلِ حاضرہ کے شریک علماء کو شمار کیا ہے، حالانکہ ان حضرات کی وہ سخت تحریریں بھی موجود ہیں جو نہ صرف مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدہم کے بیان کے برعکس ہیں، بلکہ مجلسِ تحقیقِ مسائلِ حاضرہ کی جن مجالس کی روئیدادوں کا حوالہ دیا گیا ہے، ان

روئیدادوں میں مرتبین کی طرف سے دانستہ یا نادانستہ تساہل کا بیان بھی موجود ہے، مگر مذکورہ ''یادوں'' میں ان کی طرف کوئی اشارہ تک نہیں ملتا۔ اسی طرح مفتی سیاح الدین کاکاخیل کا مرابحہ مؤجلہ/ سودی حیلے پر مضمون ''فکر ونظر'' اسلام آباد کی اشاعتوں میں شامل ہے، ان کی یہ رائے بھی ''یادوں'' میں جگہ نہیں پاسکی، نیز اس مجلس کے شرکاء میں ڈاکٹر مفتی عبدالواحد رحمہ اللہ بھی تھے جن کا تذکرہ نہیں کیا گیا، حالانکہ اس مجلس، اسلامی بینکاری اور حضور والا کی بعض تحریرات سے متعلق ان کی شدید نکیریں اور تنقیدیں طبع شدہ ہیں، بایں ہمہ اس مجلس (۱۴۱۲ھ) کے اٹھارہ شرکاء میں سے بارہ شرکاء صرف جامعہ دارالعلوم کراچی کے تھے، اس کے باوجود مروجہ اسلامی بینکاری کے جواز کو مجلسِ تحقیقِ مسائلِ حاضرہ سے جوڑنا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔

❷- مجلسِ تحقیقِ مسائلِ حاضرہ کے ضمن میں جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن اور حضرت مفتی ولی حسن ٹونکی رحمہ اللہ کا ذکرِ خیر بھی فرمایا گیا، جامعہ کا اس کے علاوہ بھی متعدد مرتبہ ذکر فرمایا گیا ہے، مجلسِ تحقیق مسائل حاضرہ میں حضرت مفتی ولی حسن صاحب رحمہ اللہ کی عدمِ شرکت کا باعث ان کی علالت تھی، یہ بات تو درست ہے، مگر دارالافتاء بنوری ٹاؤن اس وقت سے تاحال مصروفِ عمل ہے، اس کے باوجود شعبان ۱۴۱۲ھ والی مجلس میں دارالافتاء بنوری ٹاؤن کو اگر مجلسِ تحقیقِ مسائلِ حاضرہ میں نمائندگی اور مفتی ولی حسن رحمہ اللہ کی نیابت کے قابل نہیں سمجھا گیا تو ۱۴۲۹ھ (مطابق ۲۰۰۸ء) والی مجلس میں عدمِ شرکت اور اس کے رف مسودے کے عدمِ حصول پر گلہ مند نہیں ہونا چاہیے تھا۔

بہرحال اب یہ گلہ متعدد مرتبہ سامنے آرہا ہے، تو اس بارے میں ریکارڈ کی درستگی کے لیے صرف اتنا عرض ہے کہ جس کتاب کے مہیا نہ کرنے پر حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدہم دارالافتاء بنوری ٹاؤن سے شکایت فرمارہے ہیں، (یادداشت کے مطابق) اس کتاب کے چھپتے ہی پانچ نسخے دارالافتاء کے دو ارکان کے ذریعے جامعہ دارالعلوم کراچی میں حضرت کی خدمت میں پیش کردیئے گئے تھے، اس سے قبل جب رمضان ۱۴۲۹ھ میں حضرت والا بنوری ٹاؤن تشریف لائے تھے، اس وقت کتاب چھپی ہی نہیں تھی اور ان سے حضرت مولانا مفتی عبدالمجید دین پوری شہید رحمہ اللہ نے محض معذرت نہیں کی، بلکہ زبانی طور پر یہی وعدہ فرمایا تھا کہ کتاب چھپتے ہی آپ کو پہنچادی جائے گی، جو بعد میں پورا کردیا گیا تھا۔ اس وقت حضرت مفتی صاحب کا اصرار اگر مطبوعہ کتاب کی بجائے رف مسودے کا تھا تو ظاہر ہے کہ یہ مطالبہ پورا ہونا ضروری نہیں تھا، کوئی بھی مؤلف ایسا کرنے کا روادار ہو تو پھر دارالافتاء بنوری ٹاؤن کو موردِ شکایت ٹھہرانا بجا ہوگا، لیکن ہمارے خیال میں رف مسودے کے مہیا نہ ہونے کا شکوہ بھی درست نہیں، کیوں کہ یہ رف مسودہ بھی حضرت کی حسبِ خواہش انہیں مہیا ہوگیا تھا، جس کا حوالہ حضرت نے ''غیر سودی بینکاری'' کتاب میں صفحہ: ۶۷ میں

دیا ہے۔ بہر حال جو بھی صورت ہو، کتاب کی طباعت سے قبل یہ رف مسودہ بھی حضرت کو مہیا ہو گیا تھا۔

❸ -۲۰۰۸ء کی روئیداد میں ایک بڑا نقص اور تساہل یہ بھی ہے کہ اس روئیداد میں جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کا تذکرہ تو بارہا فرمایا گیا ہے، مگر اس مجلس کے اصل محرک اور اس سلسلے کی مجالس کے میزبان ادارے اور اس وقت وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر اور حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کے بھی استاذ گرامی یعنی حضرت شیخ المشائخ مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ، جامعہ فاروقیہ کراچی اور ان کے دار الافتاء یا دیگر شرکائے مجلس کا کہیں بھی تذکرہ نہیں فرمایا گیا، حالانکہ اس مجلس کے شرکاء میں دار الافتاء جامعہ فاروقیہ، جامعہ عربیہ احسن العلوم، جامعہ حمادیہ، جامعہ خلفاء راشدینؓ، جامعہ خیر المدارس، جامعہ اشرفیہ لاہور، جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، دار الافتاء ربانیہ کوئٹہ، وغیرہ جیسے ملک کے چیدہ چیدہ دار الافتاؤں کے نمائندے شامل تھے، ان تمام امور سے صرفِ نظر کرتے ہوئے صرف دار الافتاء جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کو شکایت کا محور بنانا کیسے مناسب ہوسکتا ہے؟ ہمارے خیال میں یہ روئیداد اس مجلس کی پوری حکایت نہیں کر رہی، یا بالفاظِ دیگر شاید اس دورانیے کے پورے احوال یاد نہ رہ سکے، واللہ اعلم۔

❹ - مذکورہ ''یادوں'' میں جہاں کئی واجب الذکر شخصیات اور اداروں کے نام ذہول کا شکار ہو گئے ہیں، وہیں دیگر بعض ضروری مواقع پر ضروری نام بھی ابہام کی نذر نظر آتے ہیں، مثلاً کسی موقع پر یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ مخالفت میں دستخط کرنے والے بعض حضرات نے اپنے دستخطوں یا تائیدات سے لاتعلقی کا اعلان واظہار بھی فرمایا تھا، یہ اعلان یا اظہار کب اور کہاں ہوا؟ اس کی کوئی وضاحت نہیں ہے، اگر ایسا کوئی نام سامنے ہوتا تو اس پر گزارش کی جاتی، مگر ہمارے علم کے مطابق مروجہ اسلامی بینکاری کو ناجائز قرار دینے والے اہلِ افتاء میں سے کسی نے ایسا نہیں کیا، ان حضرات کے ساتھ اس وقت سے تاحال جو زندہ ہیں، رابطہ رہا ہے اور رہتا ہے۔

❺ -تحریرِ مذکور میں چند عرب علمائے کرام کے اسمائے گرامی کے تذکرے کے ضمن میں یہ تأثر عام ہو رہا ہے کہ گویا عرب علماء کی اکثریت یا مقتدر نمائندگی مروجہ اسلامی بینکاری کو جائز اور درست سمجھتی ہے، یہ تأثر بظاہر واقعہ کے مطابق نہیں ہے، ہمارے سامنے استاذ جعفر جزار کی ''البنوك في العالم'' کی وہ طویل فہرست موجود ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ علمائے عرب کی ایک بڑی تعداد اور ان کی مقتدر نمائندگی اس نظام کو ناجائز قرار دیتی ہے۔ نیز مروجہ اسلامی بینکاری کے نظام کو سودی نظام اور مغربی سرمایہ دارانہ نظام کا معاون ثابت کرنے والی وقیع کتابیں اور تحریریں بھی موجود ہیں جو اس بات کی شاہد ہیں کہ غیر سودی بینکوں کی اسلامیت کی بابت جو کچھ جس انداز سے بتایا جاتا ہے، یہ تصویر کا ایک ہی رخ ہے۔ واللہ اعلم

صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے!

مولانا خورشید عالم داؤد قاسمی

زامبیا، افریقہ

’’صبر‘‘ عربی زبان کا لفظ ہے، مگر اردو میں بھی کثرت سے استعمال ہوتا ہے۔ ’’صبر‘‘ کے معانی ’’روکنا، باندھنا، برداشت کرنا، عفو ودرگزر کرنا اور ثابت قدم رہنا‘‘ وغیرہ ہیں۔ جہاں تک اصطلاحی معنی کا تعلق ہے تو قرآن وسنت کی اصطلاح میں نفس کو اس کی ناجائز خواہشات سے روکنے کا نام صبر ہے، اس لیے مفہومِ صبر میں تمام گناہوں اور خلافِ شرع کاموں سے پرہیز آ گیا۔‘‘ (معارف القرآن: ۴/۵۹۸)

کوئی ضروری نہیں کہ ایک انسان کی ہر بات دوسرے کو پسند آئے۔ ایسی صورت میں اختلاف کا ہونا لازمی ہے۔ کبھی یہی اختلاف مخاصمت ومخالفت اور دشمنی وعناد میں بدل جاتا ہے، پھر تکرار و بحث اور لڑائی وجھگڑا کی نوبت آ جاتی ہے۔ یہ حالت غیر پسندیدہ اور قابلِ مذمت ہے۔ جب ایسی صورت حال پیدا ہونے والی ہو تو ایک شخص کو چاہیے کہ اپنے جذبات کو قابو میں رکھے۔ اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے وہ خاموشی اختیار کرے اور صبر وتحمل اور برداشت کا مظاہرہ کرے۔ صبر وتحمل ایک قابلِ تعریف وصف ہے۔ قرآن وحدیث میں کئی جگہوں پر مقامِ مدح میں صبر وتحمل کا ذکر آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جگہ جگہ پر صبر وتحمل کا ذکر کیا ہے۔ اللہ پاک نے صبر کے حوالے سے اپنے متعدد انبیاء ورسل علیہم السلام کا ذکر مقامِ مدح میں فرمایا ہے۔ ارشادِ ربّانی ہے:

’’وَإِسْمَاعِيلَ وَإِدْرِيسَ وَذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِنَ الصَّابِرِينَ‘‘ (الانبیاء: ۸۵)

ترجمہ: ’’اور اسماعیل اور ادریس اور ذوالکفل کو دیکھو! یہ سب صبر کرنے والوں میں سے تھے۔‘‘

صبر کے اجر کے بارے میں ارشادِ ربانی ہے:

’’إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔‘‘ (الزمر: ۱۰)

ترجمہ: ’’جو لوگ صبر سے کام لیتے ہیں، ان کا ثواب انھیں بے حساب دیا جائے گا۔‘‘

ان جیسی آیاتِ قرآنیہ کی وجہ سے ایک مسلمان کی نظر میں، صبر کی اہمیت وعظمت اور اس کے دنیوی

واُخروی فوائد مسلم ہیں۔ جب مسلمان صبر جیسی نبوی صفت سے کام لے گا تو پھر اللہ تعالیٰ اسے بے حساب اجر وثواب سے نوازیں گے۔

شدائد پر صبر کا حکم

اللہ تعالیٰ نبی اکرم ﷺ کو شدائد پر صبر کا حکم دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

''وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰى إِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللهُ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِيْنَ'' (سورۂ یونس:۱۰۹)

ترجمہ: ''اور جو وحی تمہارے پاس بھیجی جارہی ہے، تم اس کی اتباع کرو، اور صبر سے کام لو، یہاں تک کہ اللہ کوئی فیصلہ کردے اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔''

حبِّ جاہ کا علاج صبر ہے

علماء اہل کتاب کے دلوں میں جاہ یعنی منزلت ومنصب اور مال ودولت کی محبت اس طرح گھس چکی تھی کہ سچائی کے کھل کر سامنے آنے کے بعد بھی نبی اکرم ﷺ پر ایمان نہیں لاتے تھے۔ اللہ پاک نے قرآن عظیم میں حبِّ جاہ اور مال ودولت کی محبت کا علاج بتادیا کہ صبر سے مال ودولت کی محبت دل سے نکلے گی اور نماز سے منزلت ومنصب کی محبت دل سے نکلے گی۔ ارشاد فرمایا: ''وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ'' (البقرۃ:۴۵) ... ترجمہ: ''اور صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو۔''

تفسیر عثمانی میں ہے:

''علماء اہل کتاب جو بعد وضوحِ حق بھی آپ پر ایمان نہیں لاتے تھے، اس کی بڑی وجہ حبِّ جاہ اور حبِّ مال تھی۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کا علاج بتادیا۔ صبر سے مال کی طلب اور محبت جائے گی اور نماز سے عبودیت وتذلل آئے گا اور حبِ جاہ کم ہوگی۔'' (تفسیر عثمانی)

صبر کرنے والوں کا خصوصیت سے ذکر

اللہ تعالیٰ نے بہت سے نیکوکار مثلاً: اللہ کی محبت میں رشتے داروں، یتیموں اور مسکینوں پر مال خرچ کرنے والے، راہ گیروں اور سائلوں پر مال صرف کرنے والے، غلاموں کو آزاد کرانے والے، اپنے وعدوں کو پورا کرنے والے لوگوں کا ذکر کیا ہے، پھر خصوصیت کے ساتھ صبر کرنے والوں کو قابلِ تعریف شمار کیا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

''وَالصَّابِرِيْنَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِيْنَ الْبَأْسِ أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ'' (البقرۃ:۱۷۷)

ترجمہ: ''اور تنگی اور تکلیف میں، نیز جنگ کے وقت، صبر واستقلال کے خوگر ہوں، ایسے لوگ

ہیں جو سچے (کہلانے کے مستحق) ہیں اور یہی لوگ ہیں جو متقی ہیں۔‘‘

اس آیت کی تفسیر میں مفتی محمد شفیع صاحبؒ لکھتے ہیں:

’’اس سب نیکوکار لوگوں میں خصوصیت سے قابلِ مدح صابرین ہیں، کیوں کہ صبر ہی ایک ایسا ملکہ اور ایسی قوت ہے جس سے تمام اعمالِ مذکورہ میں مدد لی جاسکتی ہے۔‘‘ (معارف القرآن: ۱/ ۴۳۳)

صبر کی نصیحت

اللہ پاک نے حضرت لقمانؒ کو عقل وفہم اور دانائی سے نوازا تھا اور ان کو اچھی اور بری چیزوں میں شناخت کا ملکہ عطا فرمایا تھا۔ انھوں نے اپنے بیٹے کو چند نصیحتیں فرمائیں، انھوں نے اپنے بیٹے کو منعمِ حقیقی کے احسانات پر ادائے شکر، شرک سے باز رہنے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے راستے میں جو تکلیف پیش آئے، اس پر صبر کرنے کی نصیحت فرمائی۔ یہ سب قرآن کریم میں محفوظ ہیں:

’’يَابُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ۔‘‘ (لقمان: ۱۷)

ترجمہ: ’’بیٹا! نماز قائم کرو اور لوگوں کو نیکی کی تلقین کرو، اور برائی سے روکو، اور تمھیں جو تکلیف پیش آئے، اس پر صبر کرو! بے شک یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔‘‘

تفسیر عثمانی میں ہے:

’’یعنی دنیا میں جو سختیاں پیش آئیں، جن کا پیش آنا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلے میں اغلب ہے، ان کو تحمل اور اولوالعزمی سے برداشت کر۔ شدائد سے گھبرا کر ہمت ہار دینا حوصلہ مند بہادروں کا کام نہیں۔‘‘ (تفسیر عثمانی)

صبر اور معافی ہمت کے کاموں میں سے ہے

صبر اور معافی کی بڑی اہمیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہمت کے کاموں میں شمار فرمایا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

’’وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ۔‘‘ (الشوریٰ: ۴۳)

ترجمہ: ’’اور حقیقت یہ ہے کہ جو کوئی صبر سے کام لے، اور درگزر کر جائے؛ تو یہ بڑی ہمت کی بات ہے۔‘‘

اس آیت کی تفسیر میں ہے:

’’غصہ کو پی جانا اور ایذائیں برداشت کر کے ظالم کو معاف کر دینا، بڑی ہمت اور حوصلہ کا کام ہے۔ حدیث میں ہے کہ جس بندہ پر ظلم ہو اور محض اللہ کے واسطے اس سے درگزر کرے، تو ضرور

ہے کہ اللہ اس کی عزت بڑھائے گا اور مدد کرے گا۔‘‘ (تفسیر عثمانی)

اب تک صبر سے متعلق چند آیاتِ قرآنیہ پیش کی گئیں۔ اب صبر کے حوالے سے چند احادیثِ نبویہ علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام پیش کی جارہی ہیں۔ صبر وتحمل کے حوالے سے بھی آپ ﷺ کی پوری زندگی ایک عظیم نمونہ ہے۔ آپ ﷺ کے ارشادات میں صبر وتحمل کے حوالے سے بہت سے اسباق ہیں:

نقصان پر صبر کرنا

مومنین کے بارے میں حدیث میں ہے کہ ہر حال میں ان کے لیے خیر ہی خیر ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ اگر کوئی خوشی کا موقع ہو تو اللہ کا شکر ادا کرے اور ثواب حاصل کرے۔ اگر کوئی نقصان پہنچے تو اس پر صبر کرے، اس پر بھی ثواب ملتا ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

ترجمہ: ’’مومن آدمی کا بھی عجیب حال ہے کہ اس کے ہر حال میں خیر ہی خیر ہے اور یہ بات مومن کے سوا کسی کو حاصل نہیں کہ اگر اسے کوئی خوشی ملی تو اس نے شُکر ادا کیا، تو اس کے لیے اس میں ثواب ہے اور اگر اسے کوئی نقصان پہنچا اور اس نے صبر کیا، تو اس کے لیے اس میں بھی ثواب ہے۔‘‘ (صحیح مسلم:۲۹۹۹)

بچہ کی موت پر صبر کی تلقین

جب آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا بیٹا مرنے کے قریب تھا، تو انھوں نے آپ ﷺ کو خبر پہنچوائی۔ اس پر آپ ﷺ نے ان کو جو پیغام بھیجا، اس میں صبر کی تلقین فرمائی:

’’إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ، وَلَهٗ مَا أَعْطٰى، وَكُلٌّ عِنْدَهٗ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى، فَلْتَصْبِرْ، وَلْتَحْتَسِبْ.‘‘ (صحیح البخاری:۱۲۸۴)

ترجمہ: ’’بے شک اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہے جو انھوں نے لیا اور اسی پاک ذات کی ملک ہے جو انھوں نے دیا اور ہر چیز ان کے پاس وقتِ مقررہ کے ساتھ ہے، پس صبر کریں اور ثواب کی امید رکھیں۔‘‘

صبر مصیبت کی ابتدا میں کرنا چاہیے

کسی مصیبت کے اول وقت میں صبر کرنا مشکل اور دشوار کن مرحلہ ہوتا ہے۔ وقت ٹلنے کے ساتھ ساتھ صبر کرنا آسان ہوجاتا ہے، اس لیے جب پہلی بار کسی مصیبت کی خبر آئے یا مصیبت کا سامنا ہو، تو اسی وقت صبر کرنا حقیقی صبر ہے اور ایسے صبر پر ثواب دیا جاتا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ’’إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُوْلٰى‘‘ یعنی: ’’صبر تو صدمہ کے ابتدائی وقت میں ہے۔‘‘ (صحیح بخاری:۱۲۸۳)

آنکھ کی بینائی ختم ہونے پر صبر کرنا

اگر کسی شخص کی آنکھ سے بینائی ختم ہوجائے اور وہ شخص اس پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو ان دو آنکھوں کے بدلے جنت عطا فرمائیں گے۔ حدیث قدسی میں ہے:

ترجمہ: ’’اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جب میں اپنے کسی بندے کو اس کی دو محبوب چیزوں (دو آنکھوں) کے حوالے سے آزماتا ہوں (دیکھنے کی قوت سلب کرلیتا ہوں)، پھر وہ اس پر صبر کرتا ہے، تو ان دونوں کے بدلے میں اسے جنت عطا فرماتا ہوں۔‘‘ (صحیح بخاری:۵۶۵۳)

لوگوں کی ایذا پر مومن کا صبر کرنا

ایسے مومنین جو لوگوں سے میل جول رکھتے ہیں اور پھر ان سے جو کوئی ایذا پہنچتی ہے، اس پر صبر کرتے ہیں، تو ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ بڑے اجر سے نوازتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

ترجمہ: ’’جو مومن لوگوں سے میل جول رکھے اور ان کی ایذا پر صبر کرے، اسے زیادہ ثواب ملے گا، اس مومن کی بہ نسبت جو لوگوں سے میل جول نہ رکھے اور ان کی ایذا پر صبر نہ کرے۔‘‘

(سنن ابن ماجہ:۴۰۳۲)

ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ انسان ایک معاشرہ میں رہتا ہے۔ ایک ساتھ رہنے میں کبھی کبھی شریف انسان کے ساتھ بھی کچھ نہ کچھ اَن بَن، رنجش اور ناموافقت ہو ہی جاتی ہے۔ آدمی کے اپنے گھر میں بھی رنجیدگی، بگاڑ اور ناچاقی ہوجاتی ہے۔ ایسے مواقع سے ہمیں غیظ وغضب میں آکر، کوئی فیصلہ نہیں لینا چاہیے۔ ایک دوسرے کی غلطی اور خطا کو معاف اور درگزر کرکے آگے بڑھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس پر جہاں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ثواب ملے گا، وہیں معاشرہ اور گھر میں بہت سے مفاسد کا سدّ باب آسانی سے ہوجائے گا۔ ایک بڑی کمزوری یہ ہے کہ ہم معمولی باتوں پر جذبات کی رَو میں آکر بہت سے فیصلے لے لیتے ہیں۔ ان فیصلوں کی وجہ سے ہم اپنا چین وسکون کھودیتے ہیں اور پھر ناکامی ہاتھ لگتی ہے۔ اگر ہم پرسکون اور کامیاب زندگی گزارنا چاہتے ہیں؛ تو ہمیں عفو ودرگزر، صبر وتحمل اور برداشت کے حوالے سے قرآن وحدیث کی ہدایات پر عمل کرنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب نبی محمد ﷺ کو صبر کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ۔‘‘ (احقاف:۳۵)

ترجمہ: ’’غرض (اے پیغمبر!) آپ اسی طرح صبر کیے جائیں جیسے اولوالعزم پیغمبروں نے صبر کیا۔‘‘

..... ۞ ..... ۞ ..... ۞ .....

موسمِ سرما اور اسلامی تعلیمات

مولوی حمزہ ظفر
متعلم تخصصِ علومِ حدیث، جامعہ

کائنات کا وجود اور اس میں ہونے والے تغیرات، جیسے مینہ برسنا، آندھیوں کا آنا، کہیں چلچلاتی دھوپ، اور کبھی دھوپ میں ہی بارش کا ہونا، ایسے ہی دریاؤں کا سوکھنا، آتش فشاؤں کا پھٹنا، دن رات کی آنکھ مچولی، ماہ وسال کا گزرنا اور اس کے بدلتے اثرات، یہ سب اللہ جل شانہٗ کے وجود پر دال ہیں کہ کوئی ہے جو اِن انتظامات کو سنبھال رہا ہے، اور کوئی ہے جس کے ہاتھ میں ان تمام چیزوں کی ڈور ہے، تبھی تو سمندر کی حدود قائم ہیں، اور وہ اپنی حد سے آگے نہیں بڑھتا، سورج روزانہ نئی جگہ سے طلوع ہوتا ہے، لیکن کبھی مغرب سے طلوع نہیں ہوا، بادل پانی ہی برساتا ہے، آگ جلاتی ہی ہے، یہ تمام چیزیں اللہ رب العزت کے حکم کی محتاج ہیں، اور اسی کے فیصلے پر کاربند ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا:

’’إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ‘‘ (القمر:۴۹)

ترجمہ: ’’ہم نے ہر چیز کو اندازے سے پیدا کیا۔‘‘ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

اور ان تمام چیزوں کی تخلیق اور ان کے مسخر ہونے میں غور وفکر کی دعوت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

’’إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ‘‘

(آلِ عمران:۱۹۰)

ترجمہ: ’’بلاشبہ آسمانوں اور زمین کے بنانے میں اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے جانے میں دلائل ہیں اہلِ عقل کے لیے۔‘‘ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

ایسے ہی طرح موسموں کا بدلنا بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کا مظہر ہے کہ کبھی سخت گرمی جو جھلسا دینے والی لُو کے ساتھ مزید سخت ہوجائے اور برف تک کو پگھلائے، اور کبھی یخ بستہ سردی، جو مائع کو بھی جمادے۔ کبھی ہر طرف ہریالی کی پوشاک اوڑھے پیڑ اور رنگ ہائے رنگ کے پھول، اور کبھی اداسی بکھیرتے

خشک اور زرد پتوں کا موسم، یہ تمام حالات بھی اللہ جل شانہٗ کی طرف ہی سے ہیں، ان میں سے ہر موسم اپنی ایک منفرد اور الگ خصوصیت اور شناخت رکھتا ہے، اور ان میں انسان کے لیے بہت غور وفکر کرنے کی چیزیں ہیں۔

سردی کا وجود

سردی کے وجود کے پیچھے بھی اللہ جل شانہٗ کی ایک حکمت پنہاں ہے، اور ایک نظام اس کے پیچھے کار فرما ہے۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اِشْتَکَتِ النَّارُ إِلٰی رَبِّهَا، فَقَالَتْ: ''رَبِّ اَکَلَ بَعْضِيْ بَعْضًا''، فَاَذِنَ لَـهَا بِنَفَسَيْنِ نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِيْ الصَّيْفِ، فَاَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْـحَرِّ وَاَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الزَّمْهَرِيْرِ.'' (۱)

ترجمہ: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جہنم نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ اے میرے پروردگار! میرا بعض حصہ بعض کو کھا رہا ہے، لہٰذا مجھے سانس لینے کی اجازت عنایت فرمائیں، اللہ تعالیٰ نے اسے دو سانس لینے کی اجازت دے دی، ایک سانس سردی میں اور ایک سانس گرمی میں، تم لوگ جو سردی کی ٹھنڈک محسوس کرتے ہو وہ جہنم کے (ٹھنڈا) سانس لینے کی وجہ سے ہے اور جو گرمی کی تپش محسوس کرتے ہو وہ جہنم کے (گرم) سانس لینے کی وجہ سے ہے۔''

موسمِ سرما مومن کے لیے بہار

موسمِ سرما بے شک خشکی سے بھرپور موسم ہے، لیکن مومن کے لیے یہ بہار کا کام کرتا ہے، جس طرح بہار میں ڈھیروں پھول کھلتے ہیں، اور ہر طرف ہرے بھرے پیڑوں کی دلکشی ورعنائی انسان کو اپنی طرف کھینچتی ہے، اسی طرح سردیوں میں اعمالِ صالحہ پر بکثرت قادر ہونا، ان پر اجر کا بڑھ جانا، اس کی دیگر فضیلتیں مومن کو وہی مزہ اور فائدہ پہنچاتی ہیں، جیسا لطف انسان بہار کے موسم میں اٹھاتا ہے، وہ نیکیوں کے باغات میں خوب چرتا ہے، اور اعمالِ صالحہ کے میدانوں میں خوب دوڑیں لگاتا ہے، چنانچہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ:

''الشِّتَاءُ رَبِيْعُ الْـمُـؤْمِنِ قَصُرَ نَهَارُهٗ فَصَامَ وَطَالَ لَيْلُهٗ فَقَامَ.''(۲)

ترجمہ: ''سردی کا موسم مومن کے لیے بہار ہے، سردیوں کا دن چھوٹا ہوتا ہے، چنانچہ وہ اس میں روزہ رکھتا ہے، اور رات لمبی ہوتی ہے، چنانچہ وہ اس میں قیام کرتا ہے۔''

ایسے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''سردی کا موسم عبادت کرنے والوں کے لیے غنیمت کا موسم ہے۔''(۳)

نیز مشہور تابعی عبید بن عمیر لیثیؒ جب سردی کا موسم آتا تو فرماتے:

''اے اہلِ قرآن! تمہاری نمازوں کے لیے راتیں لمبی ہوگئی ہیں، اور تمہارے روزے رکھنے کے لیے دن چھوٹے ہوگئے ہیں، لہٰذا اسے غنیمت جانو۔''(۴)

ایسے ہی موسمِ سرما میں بوجہ مشقت مختلف اعمال کا اجر بھی بڑھا دیا جاتا ہے، اور ان پر اللہ تبارک وتعالیٰ ڈھیروں اجر عنایت فرماتے ہیں، چنانچہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

''اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی مَا یَمْحُو اللّٰہُ بِہِ الْخَطَایَا، وَ یَرْفَعُ بِہِ الدَّرَجَاتِ؟ "إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَی الْـمَکَارِہِ، وَکَثْرَۃُ الْخُطَا إِلَی الْـمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلَاۃِ بَعْدَ الصَّلَاۃِ، فَذٰلِکُمُ الرِّ بَاطُ .''(۵)

ترجمہ: ''کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتلاؤں جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ گناہ معاف کردے اور درجات بلند کردے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ضرور بتلایئے! آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: (سردی وغیرہ کی) مشقت اور ناگواری کے باوجود کامل وضو کرنا، ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا اور مساجد کی طرف کثرت سے قدم بڑھانا، پس یہی رباط (یعنی اپنے نفس کو اللہ کی اِطاعت میں روکنا) ہے۔''

سردی کی شدت کی وجہ سے اکثر نرم گرم بستر کو چھوڑ کر اُٹھ کر وضو کرنا اور مسجد جانا ایک شاق امر ہے، اسی لیے نبی کریم ﷺ نے اسے گناہوں کی مغفرت اور درجات کی بلندی کا سبب بتلایا ہے۔ معلوم ہوا کہ سردی کا موسم کثرت کے ساتھ عبادات کرنے کے لیے ایک بہترین موقع ہے۔

موسمِ سرما اور تعلیماتِ نبوی

اسلام کی ایک امتیازی خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس نے اپنے معتقدین کو زندگی گزارنے کے تمام احسن طریقے سکھائے ہیں، کوئی بھی شخص اسلام کے متعلق یہ نہیں کہہ سکتا کہ فلاں معاملہ میں ہم اسلام کو رہنما نہیں پاتے، بلکہ دنیوی واُخروی، داخلی وخارجی تمام چیزوں کے متعلق اسلام ہمیں تعلیمات سے روشناس کراتا ہے۔ موسمِ سرما بھی ان تعلیمات سے خالی نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے، نیز خلفاء اربعہ اور اسلاف امت نے اس موسم میں بھی احکاماتِ الٰہی کی طرف توجہ دلائی ہے، چنانچہ سب سے پہلے یہ جان لیں کہ تمام موسم، ان میں آنے والے حالات، اور ان کا انسانی زندگی پر اثر یہ سب اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ہے، کسی موسم کی اپنی کوئی خوبی نہیں

کہ اس کے آتے ہی راحتیں میسر ہوجائیں، اور کسی موسم کی خود کارستانی نہیں کہ اس کے دوران صعوبتیں پیدا ہوجائیں، یہ سب محض ارادۂ خداوندی سے ہے، اس لیے سردی ہو یا گرمی ہمیں موسم یا زمانہ کو برا بھلا نہیں کہنا چاہیے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''قَالَ اللهُ: يَسُبُّ بَنُوْ آدَمَ الدَّهْرَ وَاَنَا الدَّهْرُ، بِيَدِي اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ.''(۶)

ترجمہ: ''(حدیث قدسی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ جل شانہ فرماتے ہیں: ''بنی آدم زمانے کو برا بھلا کہتا ہے، جبکہ میں زمانہ ہوں، رات دن کا پلٹنا میرے ہاتھ میں ہے۔''

اسی طرح موسم سرما میں ہونے والے موسمی بخار کی وجہ سے کئی لوگ بیمار ہوجاتے ہیں، اور نادانی میں بیماریوں کو بھی کوسنے لگ جاتے ہیں، جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بھی منع فرمایا ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سائب رضی اللہ عنہا کو بخار کو برا کہنے سے منع فرمایا، اور اس کی وجہ بھی بتلائی کہ یہ گناہوں کو ایسے دور کرتا ہے جیسے بھٹی لوہے سے زنگ کو دور کرتی ہے۔ (۷)

اعمالِ صالحہ

موسمِ سرما میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کثرت سے اعمالِ صالحہ کرنے کی ترغیب دی ہے، نیز موسمِ سرما اعمالِ صالحہ کی ادائیگی کے لیے، اور قضا روزوں کے لیے ایک بہترین سہولت ہے، جس میں کم مشقت برداشت کرتے ہوئے انسان اجرِ عظیم کا مستحق بن سکتا ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''الصَّوْمُ فِي الشِّتَاءِ الْغَنِيمَةُ الْبَارِدةُ.''(۸) یعنی ''سردیوں میں روزہ رکھنا ٹھنڈی غنیمت ہے۔''

نادار اور مفلس لوگوں کے ساتھ ہمدردی

اُخوت، ایثار اور ہمدردی یہ ایسے جذبے ہیں جو اسلام نے ہی متعارف کروائے ہیں۔ دوسروں کے ساتھ بھلائی کرنے کی جیسی ترغیب اسلام دیتا ہے، اور کوئی نہیں دیتا۔ بھائی چارگی، صلہ رحمی، رحم دلی، اسلام کی اہم تعلیمات ہیں، جن میں اسلام صرف مسلمانوں کو ہی خاص نہیں کرتا، بلکہ غیر مسلموں حتیٰ کہ چوپایوں تک کو اس میں شامل کرتا ہے۔ ایسے ہی سردی کے موسم میں بعض غریب افراد ایسے ہوتے ہیں جو اپنے لیے گرم لباسوں کا انتظام نہیں کرپاتے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو ایسے نادار اور مفلس لوگوں کی مدد کرنے کی ترغیب دی ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اَيُّمَا مُسْلِمٍ كَسَا مُسْلِمًا ثَوْبًا عَلٰى عُرْيٍ كَسَاهُ اللهُ مِنْ خُضْرِ الْجَنَّةِ.''(۹)

ترجمہ: ''جو کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو کپڑا پہنائے گا، اللہ رب العزت اسے جنت کا لباس

پہنائیں گے۔‘‘

سردی کی شدت سے پناہ

ہر چیز میں خیر وشر دونوں پہلو موجود ہوتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے ہر چیز میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے خیر و عافیت طلب کی ہے، جبکہ اس چیز کے شر سے پناہ مانگی ہے۔ ایسے ہی سردی کے شر سے بھی نبی کریم ﷺ نے پناہ چاہی ہے، چنانچہ حضرت ابوسعید خدری وحضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

’’اگر سخت سردی کا دن ہو، اور اس وقت کوئی بندہ یہ دعا: ’’لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللهُ، مَا أَشَدَّ بَرْدَ هٰذَا الْيَوْمِ، اللّٰهُمَّ أَجِرْنِيْ مِنْ زَمْهَرِ يْرِ جَهَنَّمَ‘‘ پڑھے، تو اللہ جل شانہ جہنم سے ارشاد فرماتے ہیں: ’’میرے بندے نے تیرے زمہریر نامی علاقے سے پناہ مانگی ہے، اور میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اسے پناہ دی۔‘‘(۱۰)

موسمِ سرما میں شرعی سہولتیں

قانونِ الٰہی ہے کہ ہر تنگی آسانی لیے پھرتی ہے، ایسے ہی فقہاء کے یہاں ایک اصول متعارف ہے کہ ’’الْـمَشَقَّةُ تَجْلِبُ التَّيْسِيْرَ‘‘ کہ مشقت آسانی کو کھینچتی ہے، لہٰذا جہاں موسمِ سرما چند سختیوں کو اپنے دامن میں لیے پھرتا ہے، وہیں ڈھیروں راحتیں بھی یہ اپنے جلو میں لیے ہوئے ہے۔ شریعت نے جاڑے کے اس موسم میں پیش آنے والی پریشانیوں اور مشقتوں کا علاج بھی بعض سہولتوں کی صورت میں دیا ہے، جس میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

۱: گرم پانی کا استعمال

سردیوں میں پانی ٹھنڈا ہوتا ہے، جو جسم انسانی کو بیمار کرنے میں ایک بڑا کردار ادا کرتا ہے، لیکن شریعتِ مطہرہ نے سردی کی حالت میں ٹھنڈے پانی کے استعمال کرنے کو لازم نہیں قرار دیا، بلکہ گرم پانی استعمال کرنے کی بھی سہولت دی۔ تاہم گرم پانی کی عدم دستیابی کی صورت میں ٹھنڈے پانی کے استعمال کرنے پر بیش بہا فضائل بھی بیان کیے۔ ایک روایت میں سردی کی حالت میں اعضائے وضو کو مکمل دھونا، اور وضو اچھی طرح کرنے کو گناہوں کو مٹانے کا ذریعہ بیان کیا گیا ہے۔

۲: تیمم کرنا

یہ بھی شرعی سہولیات میں سے ہے کہ سخت سردی کی حالت میں اگر گرم پانی دستیاب نہ ہو، اور ٹھنڈے

پانی کے استعمال سے مرض کے بڑھنے یا جان جانے کا خطرہ ہو تو ایسی حالت میں تیمم کر کے پاکی حاصل کی جائے۔ غزوہ ذات السلاسل میں سخت سردی کی حالت میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے رخصت پر عمل کرتے ہوئے ایسے ہی تیمم کر کے نماز پڑھائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آپ مسکرانے لگے، اور کچھ بھی نہ فرمایا۔ (۱۱)

۳: موزوں پر مسح کرنا

شریعت کی طرف سے ایک سہولت یہ بھی دی گئی ہے کہ اگر سردی ہو یا عام حالات میں بھی موزوں پر مسح کرنا چاہیں تو یہ جائز ہے، البتہ فقہاء نے موزوں پر مسح کرنے کے لیے چند شرائط بیان کی ہیں، اگر ان شرائط کا خیال رکھا جائے تو موزوں پر مسح کرنا جائز ہے۔

۴: گھر میں نماز پڑھنا

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا سنتِ مؤکدہ ہے، اور اس کے فضائل میں کئی احادیث، نیز اس کے ترک کرنے پر کئی وعیدیں بھی احادیث میں آئی ہیں۔ لیکن فقہاء نے چند صورتوں میں گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے۔ انہی صورتوں میں سے ایک صورت سخت سردی کا ہونا ہے، اگر سخت سردی ہو تو گھر میں نماز پڑھنے کی گنجائش ہے، جیسا کہ نافع رحمہ اللہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ: ''انہوں نے ایک مرتبہ ''ضجنان'' نامی جگہ میں سردی کی ایک رات میں اذان دی، اور پھر فرمایا کہ اپنے اپنے خیموں میں نماز پڑھ لو، اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ذکر کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بارش اور سردی کی رات میں یہ حکم دیا کرتے تھے۔''(۱۲)

موسمِ سرما اور حفاظتی اقدامات

موسمِ سرما کو انسان کی صحت کا دشمن بتایا گیا ہے، اور اس سے بچاؤ کے لیے احتیاطی تدابیر اپنانے کی ترغیب بھی دی گئی ہے، چنانچہ سلیم بن عامر رحمہ اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ جب سردیاں آتیں تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنے ماتحتوں کو خط لکھتے، جن کا مضمون یہ ہوتا:

> ''سرما آپہنچا، جو ایک دشمن ہے؛ اس کے مقابلے کے لیے اونی کپڑے، موزے اور جرابیں وغیرہ تیار کرو، اون ہی کا لباس پہنو اور اوپر بھی اونی چادریں اوڑھو؛ کیونکہ سرما وہ دشمن ہے جو جلد داخل ہوتا ہے اور دیر سے جان چھوڑتا ہے۔''(۱۳)

اللہ رب العزت نے اون اور اس کے رُویں کو اپنی نعمت میں شمار کیا ہے، جس سے انسان سردیوں میں

اپنے لیے لباس تیار کرتا ہے، لہٰذا ایسے موقعوں پر انسان کو مناسب گرم لباس کا انتظام کرنا چاہیے، تاکہ وہ اللہ کے دیے ہوئے اس جسم کو مزید طاعات میں لگا سکے۔

موسمِ سرما کا پیغام

اللہ تبارک وتعالیٰ نے زمین وآسمان کی پیدائش اور دن رات کی تبدیلی میں اہلِ عقل کے لیے کئی عبرت کی نشانیاں رکھی ہیں۔ موسموں کا آنا، ماہ وسال کا گزرنا، ہرے بھرے درختوں کا سوکھ کر جھڑنا، پتوں کا ٹوٹ کر گرنا، یہ بتاتا ہے کہ ہر عروج کو زوال ہے، کوئی بھی چیز ابدی نہیں۔ موسمِ سرما' یہ پیغام دیتا ہے کہ جس طرح میرے آنے سے درختوں کی دلکشی اور رعنائی عنقاء ہوئی، ان کے پتے جھڑ گئے، اور خس وخاشاک بن کر کچرے کے ڈھیروں پر پڑے، ایسے ہی انسان کا ایک وقت مقرر ہے، جس کے آتے ہی ساری لذتیں بے کار ہو جائیں گی، اور اس وقت وہ ساری تمناؤں اور تمام خواہشات کو چھوڑ کر اپنی اصل منزل کی طرف گامزن ہو جائے گا، لہٰذا انسان کو چاہیے کہ وقت رہتے ہی اپنی حقیقی منزل کو پہچانے اور اس کی تیاری کرے، قبل اس کے کہ فرشتۂ اجل لبیک کہہ دے۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ اس موسمِ سرما کو ہمارے لیے خیر کا باعث بنائے، آمین۔

حواشی وحوالہ جات

۱: صحيح البخاري، كتاب بدء الخلق، باب صفة النار، وأنها مخلوقة، رقم الحديث: ۲۳۶۰.

۲: السنن الكبرىٰ للبيهقي، باب ما ورد في صوم الشتاء، رقم الحديث: ۸۷۱۹.

۳: حلية الأولياء لأبي نعيم الأصفهاني، ذكر عمر بن الخطاب: ۱/۵۱، ط: دار الكتاب العربي.

۴: مصنف ابن أبي شيبة، باب ما قالوا في صوم الشتاء ، رقم الحديث: ۹۸۳۶.

۵: صحيح مسلم ، باب فضل إسباغ الوضوء على المكاره، رقم الحديث:۲۵۱.

۶: صحيح البخاري، باب لا تسبوا الدهر، رقم الحديث: ۶۱۸۱.

۷: صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والآداب، باب ثواب المؤمن فيما يصيبه من مرض، رقم الحديث: ۲۵۷۵.

۸: مسند أحمد ، مسند عامر بن مسعود، رقم الحديث: ۱۸۹۵۹.

۹: سنن أبي داؤد، باب في فضل سقي الماء، رقم الحديث: ۱۶۸۲.

۱۰: عمل اليوم والليلة لابن السني، بَابُ مَا يَقُولُ: إِذَا كَانَ يَوْمٌ شَدِيْدُ الْحَرِّ أَوْ شَدِيْدُ الْبَرْدِ، رقم الحديث: ۳۰۶، ط: دار القبلة، بيروت.

۱۱: سنن أبي داؤد، باب إذا خاف الجنب البرد أيتيمم، رقم الحديث: ۳۳۴.

۱۲: صحيح البخاري، باب الأذان للمسافر، رقم الحديث: ۶۳۲.

۱۳: لطائف المعارف، لابن رجب الحنبلي، ذكر فصل الشتاء، ص:۳۳۰، ط: دار ابن حزم.

تبلیغِ دین یا مغربی ثقافت کی تشہیر؟!

جناب جواد عبدالمتین
اسلامک اکیڈمی آف کمیونیکیشن آرٹس، راولپنڈی

گزارش بخدمت جدت پسند مبلغین

کسی بھی موضوع کو اس وقت تک زیرِ بحث لانے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی، جب تک کہ وہ ایک خاص حد سے آگے نہ بڑھ جائے، لیکن جب پانی سر سے اوپر آنے لگے تو پھر کچھ کہنا ضروری ہو جاتا ہے، ورنہ گویا کہ ہم بھی اس منکر میں شریک ہو جاتے ہیں۔ اس حوالے سے یہاں چند اہم گزارشات ان ''جدت پسند مبلغین'' کی خدمت میں پیش کرنی ہیں جو بڑے اخلاص کے ساتھ سارے عالم میں دین کو پھیلانے کی کوشش تو کر رہے ہیں، مگر اپنی کم علمی اور ناسمجھی کی وجہ سے بہت بڑی بڑی غلطیوں کے مرتکب بھی ہو رہے ہیں۔

یہاں خصوصی طور پر ان حضرات کو مخاطب کرنا مقصود ہے جن کا تعلق نوجوانوں کے ایک کلب ''یوتھ کلب'' سے ہے جو اسلام آباد سے شروع ہوا تھا اور اب ان کی شاخیں تقریباً تمام بڑے شہروں میں بن چکی ہیں۔ ہمیں گمان ہے کہ یہ خالص اللہ رب العزت کی رضا کے لیے ہی دین کی خدمت کی نیت سے یہ ساری کوششیں کر رہے ہیں، لیکن ان حضرات کے لیے ضروری ہے کہ اس بات کو ذہن میں رکھیں کہ ہمیں دین کی خدمت اور اشاعت کے لیے صرف جائز عمل اختیار کرنے کا ہی مکلف بنایا گیا ہے، ناجائز عمل کا نہیں۔ اگرچہ یہ حضرات کالجز اور یونیورسٹیز میں نوجوانوں میں نظر آنے والی بے دینی اور بے راہ روی کی فکر میں نظر آتے ہیں، لیکن ان کو سیدھے راستے پر لانے کے لیے مغربی ثقافت کی تشہیر کا جو راستہ اختیار کر رہے ہیں، وہ بھی کسی خیر کا سبب نہیں بنے گا۔

ان حضرات کی پہلی اور سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ یہ نبوی معاشرت کو مکمل طور پر ترک کر کے دین کی خدمت کرنا چاہتے ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ دین کے پورے ایک باب کو نکال کر دین قائم

کرنے کی کوشش کی جائے، جبکہ ہم جانتے ہیں کہ جس کو نبوی معاشرت ہی سمجھ نہ آئے تو پھر باقی دین کی کیسے سمجھ آسکتی ہے؟!

بلاشبہ ایسے طرزِ عمل کا نتیجہ وہی ہوگا جو یہود و نصاریٰ کے مبلغین کو حاصل ہوا، یعنی جب انہوں نے اپنے انبیاء کی معاشرت کو ترک کیا تو پھر ان کا دین بھی ان کے ہاتھوں سے نکل گیا۔ اب کئی مسلمان ممالک میں جدت پسند مبلغین مادہ پرستی والا ذہن لے کر جب لوگوں کو دین کی طرف بلا رہے ہیں تو لوگ دین کی طرف آنے کے بجائے مادہ پرستی اور نفسی اجتہاد کی طرف جارہے ہیں۔ اور اس مغربیت کے رنگ میں رنگی ہوئی عجیب وغریب تبلیغ کا کم سے کم نقصان یہ ہورہا ہے کہ لوگ اہلِ حق علماء سے بدظن ہوکر ایسے جدت پسند جیکٹ، پتلون اور ہیوی بائیک والے مجتہدین کے پیچھے چل پڑیں گے جن کو اپنے راستے کا خود بھی علم نہیں ہوگا کہ وہ کہاں جارہے ہیں؟

مخلوط اجتماعات اکٹھے کرنا یا جوان لڑکیوں کے جھرمٹ میں کھڑے ہوکر ان کی ویڈیو گرافی اور اُن کو قرآن اور حدیث سنانا نہ صرف یہ کہ گمراہی کی بدترین شکل ہے، بلکہ دین کا مذاق بنانے کے مترادف ہے۔ پچھلے سال بھی ان کی طرف سے اس طرح ہوا اور اب پھر اس سال دوبارہ ایک مسجد میں نوجوانوں کو اکٹھا کرکے ان سے دنیاوی باتیں اور پھر ساتھ کھیل تماشا کرنا کہاں جائز ہے؟

پھر خواتین کو قابلِ اعتراض پردے میں مختلف ایسے موضوعات پر بات کروانا جو نہ صرف شرم و حیا کے خلاف ہیں، بلکہ معاشرہ عمومی طور پر ایسی برائیوں سے مانوس بھی نہیں، تو پھر ان برائیوں کے تذکرے عام کرنے کا کیا مقصد؟ ان حضرات سے گزارش ہے کہ اپنے طرزِ عمل اور فکر پر نظر ثانی کریں اور اس بات کو سمجھیں کہ دین کی ترویج کے لیے کسی بھی ناجائز یا حرام راستے کو اختیار کرنا جائز نہیں، نہ ہی اللہ رب العزت کو آپ سے یہ مطلوب ہے۔

ایسی مغرب زدہ تبلیغ سے خاموش رہنا بہتر ہے، جو کہ مشرق میں مغربیت کا وہ زہر پھیلا دے جس کی وجہ سے آج یہودی اور عیسائی بھی دہریت کی زد میں نظر آتے ہیں۔ اس موضوع پر ابھی بہت کچھ کہنا باقی ہے، مگر تحریر کو مختصر رکھنا ہے۔ اللہ رب العزت جدید دور کے ہر فتنے سے ہمارے ایمان اور اعمال کی حفاظت فرمائے، آمین۔

معراجِ انسانیت کے متعلق جدید مبلغین کا ایک بے معنی اشکال

نبوی معاشرت پر جدید مبلغین کا کھلے طور پر کیا گیا ایک اعتراض جو اُن کے قول وفعل سے ظاہر

ہوتا ہے، وہ یہ ہے کہ: ’’نبوی معاشرت دراصل عرب معاشرت کا ایک جز ہے اور اس پر عمل کرنا دین کا حصہ نہیں، دین تو صرف قرآن اور حدیث سے احکامات لینے کا نام ہے۔‘‘

یہ موضوع اتنا اہم ہے کہ اس پر کئی کتابیں لکھی جاسکتی ہیں، لیکن اختصار کے ساتھ یہاں اس پر کچھ روشنی ڈالنی ہے جس کا مقصد مغربی معاشرت سے متاثر جدید مبلغین کو دلیل کے ساتھ سمجھانا ہے۔

آج کے دور میں مغربیت سے متاثر مبلغین کو پہچاننا کوئی مشکل نہیں، نبوی معاشرت سے متعلق ان کا اوپر ذکر کیا گیا اشکال ان کے کردار، گفتار، لباس اور معاملات وغیرہ سے واضح نظر آجاتا ہے اور شاید یہ اللہ رب العزت کی خاص مہربانی ہے کہ غلط طرزِ عمل وفکر کی وجہ سے نبوی معاشرت کی حکمت ان کے قلوب سے پوشیدہ کردی جاتی ہے۔

پھر یہ اپنے قول اور فعل سے ہر جگہ کہتے پھرتے ہیں کہ عرب معاشرت دراصل نبوی معاشرت نہیں، یہ تو بس ایک اتفاقی بات ہے کہ عرب میں یہ چیزیں رائج تھیں، جس کا دل چاہے ان پر عمل کرے، جس کا دل چاہے عمل نہ کرے، اس کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔

انسانی معاشرت کے جدید علم کو ’’معاشرتی علوم یا سوشل سائنس‘‘ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ موجودہ مغربی معاشرے میں اس علم کی بنیاد ’’Age of Enlightenment‘‘ یعنی ’’عہدِ روشن خیالی‘‘ (جو کہ تقریباً 1620ء سے 1780ء کے بیچ کا وقت ہے) اس دوران رکھی گئی۔ یہ وہ دور ہے جب مغرب اپنے تاریک ترین دور یعنی زمانۂ جہالت سے نکل کر ایک مہذب معاشرہ بننے کی طرف جارہا تھا، اس کی شروعات اطالیہ سے اُٹھنے والی ایک ثقافتی تحریک (’’Renaissance‘‘ جو نشاۃ ثانیہ کہلاتی ہے) سے ہوئی تھی، جس کا آغاز تقریباً چودھویں صدی میں ہوتا ہے۔

’’معاشرتی علوم یا سوشل سائنس‘‘ کے زیر اثر آنے والے چند اہم موضوعات درج ذیل ہیں: تاریخ، بشریات، معاشیات، لسانیات، سیاسیات، انسانی نفسیات، جغرافیہ، آثارِ قدیمہ، اور انتظامی یعنی مینجمنٹ سائنس (History, Anthropology , Economics, Linguistics, Politics, Human Psychology, Geography, Archeology, and anagement Science.)

نبوی معاشرت کے ادنیٰ طالب علم کو بھی ساری بات یہیں سمجھ آگئی ہوگی، یعنی جن علوم کی معراج انسانیت کو نبی کریم ﷺ کے مبارک ذریعے سے ساڑھے چودہ سو سال پہلے حاصل ہوگئی تھی، مغرب چند صدیاں پہلے تک بھی اس سے یکسر محروم تھا، اور آج یہ جدت پسند مبلغ آکر ہمیں بتاتے ہیں کہ یہ عرب معاشرت تھی، نبوی معاشرت نہیں تھی، اس لیے تم جو چاہو پہنو، جیسے چاہو زندگی گزارو، بس نمازِ پنجگانہ

پڑھو اور قرآن اور حدیث کے درس دیتے رہو، بس یہی اسلام ہے۔

پھر مغربیت کے تاثر میں یہ جدید مبلغین ہمیں عورت کے حقوق سکھاتے ہیں، جبکہ خود انھیں معلوم ہے کہ اسلام چھٹی صدی عیسوی سے عورت کے جن حقوق کی بات کر رہا ہے، مغرب میں اٹھارویں صدی تک بھی ایسے حقوق کا کوئی تصور موجود نہیں تھا۔

پھر جدید مبلغین کی گمراہی پر گمراہی یہ کہ مغرب میں فیمنزم (Feminism) یعنی حقوقِ نسواں کی تحریکوں کے جواب میں یہ ایک گمراہ کن اصطلاح یعنی اسلامک فیمینزم (Islamic feminism) استعمال کرتے ہیں، جو کہنے اور سننے میں تو بڑی خوبصورت اصطلاح ہے جو اسلام میں عورت کے حقوق کو مغرب کی زبان میں سمجھانے کا نام ہے، لیکن دراصل یہ ایک ایسی خوفناک اور زہریلی سوچ کی پیداوار ہے جو اسلام کی معاشرتی اَساس کو کھوکھلا کر کے اس کی جڑ کاٹنے کے مترادف ہے۔ اور یہ طرزِ فکر زیادہ پرانا بھی نہیں، اس کی ابتدا بیسویں صدی کے شروع سے ہی ہوئی ہے، جبکہ بلا مبالغہ حقیقت یہ ہے کہ جو حقوق اور عزت عورت کو اسلام نے ساڑھے چودہ سو سال پہلے دے دی تھی، مغرب کی عورت آج بھی اس عزت اور اکرام اور مرتبے کا تصور نہیں کر سکتی۔

خلاصہ یہ کہ نبوی معاشرت کے بارے میں تمام شکوک وشبہات کو اپنے ذہن سے نکال کر ان مغرب زدہ ذہنوں کے خوبصورت طرزِ بیان کے اثر سے اپنے آپ کو اور اپنی اولادوں کو بچانے کی کوشش کریں، ورنہ ہماری آگے آنے والی نسلوں کے ساتھ بھی وہی ہوگا جو آج عرب دنیا کے نوجوانوں کے ساتھ ہو رہا ہے، جنھیں پہلے نبوی معاشرت سے دور کیا گیا اور پھر مغرب کے رنگ میں رنگ دیا گیا۔

شروع میں عرض کیا تھا یہاں صرف کچھ اہم نکات ذکر کرنا مقصود تھا کہ جب تک ہم نبوی معاشرت کو اپنا اوڑھنا بچھونا نہیں بنائیں گے، اسلام کی اَساس نہ ہمیں سمجھ آسکتی ہے اور نہ ہی اس پر عمل کے فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔

علامہ اقبالؒ نے خوبصورت انداز میں سمندر کو کوزے میں یہ کہہ کر بند کر دیا کہ:

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیبِ مغرب کی
یہ صناعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....

تذکرہ علامہ غلام نبی کاموِیؒ

مولانا جمیل احمد
استاذِ جامعہ

شیخ الہندؒ اور علامہ کشمیریؒ کے مایہ ناز شاگرد اور حضرت بنوریؒ کے رفیقِ خاص

(پہلی قسط)

حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے فیضانِ نظر اور علمی لیاقت نے برصغیر ہندوستان سمیت ایشیاء کے کئی ملکوں میں ضیا پاشی کی، آپؒ نے دار العلوم دیوبند کے بعد دار العلوم اسلامیہ ڈابھیل گجرات میں لمبے عرصے تک تفسیر، حدیث اور فقہ سمیت منقولات اور معقولات کی تدریس کی، اس دوران جہاں آپ نے تصنیف اور تالیف کے میدان میں ۱: الإتحاف لمذهب الأحناف، ۲: التصريح بما تواتر في نزول المسيح، ۳: إكفار الملحدين، ۴۔ حاشیہ بر سنن ابی داوٗد، اور ۵: حاشیہ بر مستدرک حاکم سمیت دسیوں علمی اور تحقیقی کتب اور رسائل تالیف و مرتب کیے، وہیں آپ نے حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ، مولانا محمد بدرِ عالم میرٹھیؒ، مولانا مناظر احسن گیلانیؒ، مولانا احمد رضا بجنوریؒ اور محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ جیسی نابغۂ روزگار شخصیات پر مشتمل ہزاروں شاگردوں کی عظیم جماعت بھی تیار کی۔

برصغیر پاک و ہند میں خدمات انجام دینے والے آپ کے شاگردوں کی بڑی تعداد سے دنیا واقف ہے، البتہ وسطی ایشیاء، افغانستان، اور روس سے ملحقہ اُس وقت کی ریاستوں میں موجود آپ کے بعض شاگردوں کا تعارف ہنوز نہیں ہوسکا ہے۔ ذیل کے مضمون میں افغانستان کے لالہ زار علاقہ ننگرہار سے وابستہ آپ کے شاگرد رشید اور علمی دنیا کے جیّد اور روشن ستارے علامہ غلام نبی کاموِیؒ کا تعارف پیشِ خدمت ہے۔ آپؒ کا شمار حضرت کشمیریؒ کے چُنیدہ لائق اور فائق شاگردوں میں ہوتا ہے، افغانستان کے طول و عرض میں آپ کی علمی خدمات کی بڑی گونج ہے، البتہ ہند اور پاکستان کے تذکرہ نگاروں سے نہ معلوم ان کی

شخصیت کیوں پوشیدہ رہ گئی؟ چنانچہ علمائے برصغیر میں ان کی خدمات کا اعتراف بجز محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ کے ہمیں کہیں نہ مل سکا۔

علامہ غلام نبی کاموی اور ان کا مولد و آبائی مسکن

آپ کی پیدائش امارتِ اسلامی افغانستان کے مشرقی صوبہ ننگرہار کے ایک بڑے اور مشہور ضلع ''کامہ'' کے ایک گاؤں ''سنگر سرائے'' میں ہوئی، اسی نسبت سے آپ کو ''کاموی'' کہا جاتا ہے۔ پشاور سے براہِ طورخم تین گھنٹہ کی مسافت پر واقع یہ ضلع ایک لالہ زار، خوبصورت اور سرسبز وشاداب علاقہ ہے۔ اس کے قریبی مشہور علاقوں میں جلال آباد خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔ گاؤں سنگر سرائے ضلع کامہ جلال آباد سے ۴۵ منٹ کے فاصلے پر واقع ہے۔

علامہ غلام نبی کامویؒ کی پیدائش ہجری سن کے اعتبار سے ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۸۹۵ء کو ہوئی، مولوی محمد ہاشم کامو ال اور حضرت علامہ غلام نبیؒ کے پوتے ڈاکٹر عبدالملک کاموی نے اپنے مضامین میں ان کی یہی تاریخ پیدائش لکھی ہے۔ (۱)

آپ کے والد محترم ملا شیخ محمد حسینؒ کی شہرت ایک نامور عالم، فاضل، متدین بزرگ اور خدا ترس زاہد انسان کے طور پر تھی۔ سلسلہ قادریہ کے مشہور بزرگ مجاہدِ کبیر حضرت شیخ نجم الدین آخوند زادہ ہڈی ملا صاحب (متوفی: ۱۳۱۹ھ مطابق ۱۹۰۱ء) (۲) سے آپ کا بیعت اور اصلاح کا تعلق رہا، ان کی سرپرستی اور مشارکت میں آپ نے انگریز اور برطانوی استعمار کے خلاف جہادِ افغان میں بھرپور حصہ لیا۔

آپ کے تین بھائی اور ایک بہن تھی، علم اور شرافت میں آپ کا خاندان ممتاز تھا، آپ کا سلسلۂ نسب اس طرح ہے: غلام نبیؒ بن ملا شیخ محمد حسینؒ بن ملا صاحب گل بن محمد عمرؒ۔

آپ کی رسمِ بسم اللہ حضرت شیخ نجم الدین آخوند زادہ ہڈی ملا صاحب نے کی، نیک اور علمی ماحول کی بدولت آپ کا صغر سنی ہی میں کتاب، قلم اور مسجد سے تعلق قائم ہو گیا تھا، چنانچہ کھیل کود سے آپ کا طبعی لگاؤ نہ تھا، آپ نے ابتدائی تعلیم والد محترم سے حاصل کی، چنانچہ تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت کا بالخصوص اہتمام رہا۔

حضرت شیخ مولانا نجم الدین ہڈی ملا صاحبؒ کی دعا کا اثر

افغان روایت اور رواج کے مطابق بچوں کی تعلیمی زندگی کے آغاز سے قبل کسی صاحبِ طریقت وعرفان کی خدمت میں پیش کر کے دعا لینے کی اچھی روایت رہی ہے۔ والد محترم نے اپنے شیخ مجاہد کبیر مولانا

نجم الدین آخوندزادہ صاحب سے ان کے حق میں بطور خاص دعا کرائی، چنانچہ اس کی مختصر روئداد لکھتے ہوئے محترم خلیل زی رقم طراز ہے:

ایک دن بعد نمازِ جمعہ حضرت والد محترم نے ان کا ہاتھ پکڑ کر حضرت نجم الدین ہڈی ملا صاحب کی خدمت میں پیش کیا، اور بطور خاص ان کے مقبول عالم دین ہونے کے لیے دعا کی درخواست کی، انہوں نے دعا فرمائی، ان کے حجرہ سے رخصت ہونے کے بعد واپسی میں کافی راستہ طے کرنے کے بعد درمیان راستہ میں والد محترم نے دوبارہ ان کے حجرہ کی راہ لی، اور خدمتِ عالیہ میں حاضر ہو کر عرض کیا، حضرت دوبارہ دعا فرمائیں، چنانچہ انہوں نے دوبارہ دعا فرمائی، اور رخصت ہوگئے، کافی راستہ طے کرنے بعد والد صاحب کے دل میں سہ بارہ دعا کی درخواست کا اشتیاق پیدا ہوا، چنانچہ نصف راستہ سے دوبارہ واپس ہوئے، اور عرض کیا: حضرت! خصوصی دعا فرمائیں، چنانچہ وہ مسکرائے اور فرمایا: ''مولوی حسین!! اللہ تعالیٰ آپ کے بچے کو اپنے علم میں سے بہت کچھ عطا کرے۔''

علامہ کاموئیؒ فرماتے ہیں کہ: بچپن میں سنے ہوئے ان کی دعا کے یہ الفاظ آج بھی کانوں میں رَس گھولتے ہیں۔ (۳) چنانچہ اس کامل مرشد کی دعا کا یہ اثر تھا کہ آپ کو جلیل القدر اساتذہ مُیسَّر ہوئے، دیارِ افغان اور ہند کے نامور اداروں میں علم کی تحصیل کی توفیق ہوئی، اور نہایت محنت، عزیمت اور بیداری کے ساتھ علومِ آلیہ وعالیہ کی تکمیل کی۔

تعلیمی زندگی

آپ کی تعلیمی زندگی کو ہم دو ادوار پر تقسیم کر سکتے ہیں: ۱: وطنِ مالوف افغانستان میں حصولِ تعلیم کا زمانہ۔ ۲: ہندوستان میں تعلُّم کا زمانہ۔

آپ نے علومِ آلیہ کی قریباً نصف تعلیم افغانستان میں رہ کر حاصل کی، اس کے بعد ہندوستان کی طرف عازم ہوئے، اور وہاں بھوپال، دہلی اور پھر دیوبند کے مدارس میں رہ کر علومِ آلیہ کی تکمیل کی، البتہ تفسیر، حدیث اور فقہ کی تعلیم خصوصی طور پر آپ نے دار العلوم دیوبند سے حاصل کی، اس کی حاصل ہو سکنے والی تفصیل ذیل میں ذکر کی جاتی ہے:

افغانستان میں علومِ آلیہ: صرف ونحو منطق وفلسفہ وغیرہ کی تعلیم

آپ نے ابتدائی تعلیم والد محترم ملا محمد حسین سے حاصل کی۔ (۴) والد سے ان کی تعلیم کی حدود کیا تھیں؟ اس بارے میں ہمیں معلومات نہ مل سکیں، اندازاً یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ کے اعتبار سے عربی

ادب، صرف ونحو، مبادیِ فقہ، اور پشتو ادب کی کچھ کتب کی تحصیل انہوں نے والدمحترم سے کی، غالباً یہ تعلیم گھر میں یا گھر کے قریب کسی مسجد میں ہوئی ہوگی، بعد ازاں علومِ آلیہ کی تحصیل کے لیے آپ نے اسفار کیے، اور افغانستان کے مختلف مدارس میں نہایت محنت اور دِقت سے آپ نے ان علوم کی تحصیل کی، جس کی کچھ تفصیل ذیل میں آتی ہے۔

والدمحترم سے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ نے افغانستان ہی میں علومِ آلیہ کی تعلیم حاصل کی، چنانچہ والدمحترم کے علاوہ آپ نے درج ذیل اساتذہ سے بھی استفادہ کیا:

۱: مولانا محمد ابراہیم کاموئیؒ۔

۲: مولانا ملا محمد مسکینؒ۔

ان دو حضرات سے آپ نے صرف ونحو کی ابتدائی کتب پڑھیں۔

۳: قاضی القضاۃ علامہ عبدالقدیر صدیقی لغمانیؒ: ان سے آپ نے نحو کی منتہا درجہ کی کتب مثلاً شرح جامی وغیرہ پڑھی، علامہ عبدالقدیر لغمانیؒ افغانستان بھر میں نحو وصرف، منطق اور فلسفہ کے امام متصوَّر کیے جاتے تھے، حضرت محدث العصر حضرت علامہ محمد یوسف بنوریؒ نے آپ سے کابل میں ملا جلال پڑھی (۵)، بعد میں علامہ عبدالقدیر لغمانیؒ افغانستان کے صوبہ ننگرہار کے ضلع جلال آباد میں محکمہ شرعیہ کے قاضی مرافعَہ مقرر ہوئے، غالباً علامہ غلام نبیؒ نے بھی علامہ عبدالقدیرؒ سے کابل میں استفادہ کیا۔

۴: علاقہ مزینی کے ایک عالم المعروف بہ لوی ملا صاحبؒ سے آپ نے منطق کی کچھ کتابیں پڑھیں۔

۵: علامہ میاں عبدالعلی صاحب قیلغو المعروف بہ لوی میاں صاحبؒ سے آپ نے منطق کی بڑی کتابیں مثلاً: میر زاہد، ملا جلال، قطبی، فیروز با، وغیرہ پڑھیں۔ (۶)

۶: مولانا میر علم کا پیسایؒ: ان سے مولانا نے دارالعلوم کابل میں کچھ کتابیں پڑھی۔ (۷)

افغانستان میں آپ کی تعلیم کا دورانیہ کتنا تھا؟ اس کی تاریخ اور زیادہ تفصیل وغیرہ معلوم نہ ہوسکی، خاندانی روایت کے مطابق آپ نے ۱۳۳۱ھ سے لے کر ۱۳۳۹ھ تک کا زمانہ دیوبند میں گزارا، اس طرح گویا ۱۳۳۰ھ سے قبل کا عرصہ آپ نے افغانستان، دہلی اور بھوپال وغیرہ میں گزارا، اور علومِ آلیہ سمیت علومِ عالیہ کی تحصیل کی۔

ہند کی طرف رحلت اور بھوپال و دہلی میں تعلیم کا زمانہ

علاقہ کے علماء سے مروجہ علوم وفنون میں اپنی پیاس بجھانے کے بعد آپ نے ہندوستان کا سفر کیا،

تاریخی دستاویزات سے آپ کی ابتدائی رحلت وغیرہ کی تفصیلات نہ مل سکیں، البتہ خاندانی روایت کے مطابق اتنا معلوم ہے کہ دارالعلوم دیوبند میں آپ کی آمد کا زمانہ ۱۳۳۱ھ مطابق ۱۹۱۳ء ہے، اور اس سے قبل آپ نے بھوپال اور دہلی میں علومِ آلیہ کی تحصیل کی، اس اعتبار سے گویا ۱۹۱۲ء سے پہلے کے دو تین سال کا عرصہ آپ نے بھوپال اور فتح پور دہلی وغیرہ میں گزارا۔

ہندوستان میں آپ کی تعلیم تقریباً عرصہ دس سال پر محیط رہی، عیسوی اعتبار سے یہ زمانہ ۱۹۱۰ء سے ۱۹۱۹ء بنتا ہے۔ شورش اور پرآشوب حالات پر مشتمل اس زمانہ میں ہندوستان کی باگ ڈور مکمل طور پر برطانوی استعمار اور ان کے گماشتوں کے ہاتھ میں تھی، البتہ بھوپال کسی قدر اس تسلُّط سے محفوظ تھا، یہی وہ زمانہ تھا کہ جس میں مسلمانوں کی عظیم سلطنتِ عثمانیہ بکھر کر ۳۰ حصوں میں منتشر ہوگئی، ترک اور ان کے حلیف جرمنی کی شکست درشکست سے مسلمانانِ ہند کے حوصلے پست ہو چکے تھے۔ دوسری طرف اسی عرصہ میں آزادیِ ہند میں مسلم قومیت کی حقیقی قیادت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ برطانوی استعمار پر آخری وار کرنے کی غرض سے تحریک ریشمی رومال کا سہارا لے کر عرب میں موجود پاشاؤں کے پاس گئے، قریب تھا کہ یہ تحریک مقبول ہوتی، اور انگریزی سلطنت کے خلاف ایک نیا محاذ گرم ہوتا، شریفِ مکہ کی دین بیزاری نے اس تحریک کو جزیرۂ عرب میں غرقاب کر کے سن ۱۹۱۹ء میں شیخ الہندؒ اور ان کے رفقاء کو جزیرہ انڈیمان اور مالٹا کی یخ بستہ قید میں لا گرفتار کیا، یوں مسلمانانِ ہند ایک حقیقی اور بے باک لیڈر سے محروم ہوگئے، ان تمام حالات کے باوجود قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے قائم کردہ ادارے دارالعلوم دیوبند نے اپنی سرگرمیاں جاری رکھیں، اور کسی طور پر ہند میں علم وعرفان کو زوال نہ ہونے دیا، ان گوناگوں حالات میں علامہ غلام نبیؒ نے فتح پور، دہلی، بھوپال اور دیوبند سے دینی علوم کی تحصیل کی، اور بھرپور طریقے سے کی۔

بھوپال میں تعلیم

بھوپال میں آپ نے کس ادارے اور کن اساتذۂ فن سے کن علوم کی تحصیل کی؟ اس کی تفصیل ہمیں نہ مل سکی، البتہ ایک استاذ ملا دہیابی صاحب کا محض نام ملتا ہے، غالب خیال یہی ہے کہ آپ نے مشہور افغانی سردار نواب آف بھوپال سردار دوست محمد خان کے قائم کردہ دینی مدرسہ وقفیّہ میں تعلیم حاصل کی، نیز اس زمانہ میں ریاست بھوپال میں دینی تعلیم کا مشہور مدرسہ صرف یہی مدرسہ وقفیّہ تھا، بعد میں چل کر یہی جامعہ احمدیہ بھوپال کے نام سے موسوم ہوا۔ (۸)

۱۹۴۶ء میں جب مولانا سید سلیمان ندویؒ اس مدرسہ کے مدیر مقرر ہوئے، انہوں نے حضرت محدث العصر علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ کو بھی تدریس اور تالیف کی غرض سے مدعو کیا، لیکن حضرت جو اس وقت مجلس علمی ڈابھیل سے وابستہ تھے، جانے پر تیار نہ ہوئے۔ (۹)

بعد ازاں سن ۱۹۴۷ء کی تقسیم اور تحلیل کے ساتھ یہ مدرسہ بھی اپنے اختتام کو پہنچا، اور ہندی حکومت نے اس کو بحقِ سرکار ضبط کیا، مولانا سلیمان ندویؒ نے بھی پاکستان ہجرت کی۔

دہلی میں تعلیم

دہلی میں آپ کی تعلیم وتعلم سے متعلق بھی زیادہ معلومات نہ مل سکیں، صرف اتنا معلوم ہوسکا کہ فتح پور دہلی (غالباً مراد قدیم مدرسہ عالیہ فتح پور ہے) میں آپ نے مولانا رحمدل خان قندہاریؒ اور مولانا تاج الدین المعروف بہ کابلی ملا سے منطق وفلسفہ کی منتہا درجہ کی کتابیں پڑھیں، جن میں شرح المطالع، الافق المبین، صدرا، الشّمس البازغۃ، میبذی شرح ہدایۃ الحکمۃ، شرح اشارات وغیرہ پڑھی، نیز اس دوران آپ نے حساب، ریاضی اور ہیئت وغیرہ کی کتابیں بھی ان سے پڑھیں۔ (۱۰)

دار العلوم دیوبند میں تعلیم اور پھر تدریس

دہلی اور بھوپال میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد دار العلوم دیوبند کی طرف عازمِ سفر ہوئے، یہ ۱۹۱۳ء کا زمانہ تھا، دیوبند کی فضا میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ، مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ اور مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی روحانی برکات اور علمی فیوضات کا عظیم سلسلہ قائم تھا، ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۹۱۵ء کو شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ اور مولانا حسین احمد مدنیؒ نے حجاز کا مقدس سفر کیا، وہاں گرفتاری کا واقعہ پیش آیا، یوں ان دونوں حضرات کی دیوبند سے جدائی ہوئی، اور عرصہ ۸ سال تک ہر دو حضرات قید وبند کی صعوبتوں میں رہے۔

اس دوران آپ نے جن حضرات سے استفادہ کیا، ان میں شیخ الہندؒ اور علامہ کشمیریؒ کے علاوہ حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

دار العلوم دیوبند میں آپ کی تعلیمی مدت (۱۳۳۱ھ تا ۱۳۳۹ھ مطابق ۱۹۱۲ء تا ۱۹۲۱ء) ۹ سال کے طویل عرصہ پر محیط ہے، بعد از فراغت ۱۳۳۹ھ تا ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۹۲۱ تا ۱۹۲۵ء آپ نے دار العلوم دیوبند میں ایک مایہ ناز مدرّس کے طور پر خدمات انجام دیں، جس کی کچھ تفصیل ذیل میں آتی ہے:

نو سال کے عرصۂ تعلیم میں آپؒ نے حضرت شیخ الہند مولانا انور شاہ کشمیریؒ اور مولانا شبیر احمد عثمانیؒ

سے علومِ عالیہ: تفسیر، فقہ اور حدیث وغیرہ کی تعلیم حاصل کی، تفسیر اور حدیث میں خصوصی طور پر آپؒ نے حضرت شیخ الہندؒ اور علامہ شبیر احمد عثمانیؒ سے استفادہ کیا، اسی وجہ سے ظاہر شاہ کے دورِ حکومت میں جب افغانستان میں تفسیر شیخ الہند المعروف بہ تفسیر عثمانی کی پشتو اور دری زبان میں ترجمہ کی حاجت ہوئی، تو تمام علماء کی نظرِ انتخاب آپ ہی پر پڑی، آپ نے ۱۳۶۸ھ مطابق ۱۹۴۹ء میں علماء کی ایک جماعت کی معیت میں اس کا شاندار اور تحقیقی ترجمہ کیا، جو تفسیر کابلی (۱۱) کے نام سے معروف ہے۔

علوم الحدیث خاص طور پر صحاحِ ستہ کی تعلیم آپ نے حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ سے حاصل کی، حضرت کشمیریؒ اس وقت دار العلوم دیوبند کے شیخ الحدیث اور صدر المدرسین تھے (۱۲) یہی وہ زمانہ تھا کہ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ پشاور سے قصد کرکے دیوبند پہنچے، چنانچہ جس وقت آپ دار العلوم دیوبند میں استاذ اور مدرس تھے، اس عرصہ میں حضرت بنوریؒ وسطانی صفوف میں علومِ آلیہ وغیرہ کی تعلیم حاصل کر رہے تھے، چنانچہ حضرت بنوریؒ سے آپ کی شناسائی طالب علمی کے دور سے رہی، اور آخری وقت تک دونوں حضرات میں نہایت گرم جوشانہ بے تکلف اور علمی تعلق رہا۔ حضرت بنوریؒ آپ کے علم و فضل کے معترف تھے۔

یاد رہے کہ حضرت بنوریؒ کی تاریخ پیدائش ۱۹۰۸ء جبکہ مولانا غلام نبی کاموی کی تاریخ پیدائش ۱۸۹۵ء ہے، اس اعتبار سے آپ حضرت بنوریؒ سے تقریباً ۱۲ سال عمر میں بڑے تھے، ہر دو حضرات کے علمی تعلق اور باہمی اُلفت اور تودّد کی کچھ تفصیل آگے آتی ہے۔

افغانستان، بھوپال، دہلی وغیرہ میں کئی برس تک علومِ آلیہ حاصل کرنے کے بعد نو سال تک آپ نے دار العلوم دیوبند میں رہ کر نہایت محنت اور کد و کاوش کے ساتھ تفسیر، حدیث، فقہ وغیرہ میں مہارت حاصل کی، اِس دوران آپ نے اپنی لیاقت کا لوہا منوایا، اپنے رفقاءِ درس میں ہمیشہ آپ ممتاز رہے، دیوبند میں آپ کا شمار حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے خاص الخاص شاگردوں میں رہا۔

۱۳۳۹ھ مطابق ۱۹۲۱ء میں آپ نے حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ سے صحاحِ ستہ کی اکثر کتب میں شہادتِ فراغ حاصل کی، اسی سال آپ کا دار العلوم دیوبند میں بطور مدرس تقرر ہوا، پانچ سال تک آپ نے نہایت محنت اور جانفشانی کے ساتھ چھوٹی بڑی کئی کتابوں کی تدریس کی، آپ کی علمی لیاقت، قابلیت اور حدیث شریف میں کثرتِ مطالعہ کو دیکھتے ہوئے حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے آپ کو اپنا معاون مدرس مقرر کیا، چنانچہ کئی دفعہ ان کی غیابت میں آپ نے صحیح البخاری کا درس بھی دیا، ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۹۲۵ء تک آپ دار العلوم دیوبند میں مدرس کے طور پر رہے، ۱۹۲۵ء میں آپ وطن جلال آباد لوٹ آئے۔ (۱۳)

آپ کے زمانۂ تعلیم وتدریس کے تفصیلی حالات ہمیں نہ مل سکے، البتہ تاریخی گوشواروں میں موجود بعض اکابرِ دیوبند کے تأثرات اور آپ سے متعلق ان کے علمی تبصرے ضرور موجود ہیں، جو آپ کی علمی لیاقت، دانشمندی اور فنِ تدریس میں کامل مہارت کا پتہ دیتی ہیں، ذیل میں بعض اکابر کے تاثُرات پیش خدمت ہیں:

علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے تأثرات

مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ نے اپنے استاذ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''این ملا کابلی مجتہدِ عصر است۔'' ایک استاذ کی اپنے شاگرد سے متعلق اس قدر وقیع گواہی بھرپور معنی رکھتی ہے، اور اس وقت اس کی قوت اور ثقاہت میں اضافہ ہوجاتا ہے، جب مخاطب شیخ الہندؒ جیسا عظیم استاذ ہو۔ (۱۴)

آپ کے رفیقِ مکتب اور معاصر دوست حضرت علامہ محمد یوسف بنوریؒ کا تاثُر ومشاہدہ

حضرت بنوریؒ کے بقول حضرت انور شاہ کشمیریؒ کے سفر ومصروفیت کی صورت میں حضرت مولانا غلام نبی کاموئیؒ دار العلوم دیوبند کے دورہ حدیث میں بخاری شریف کا درس دیا کرتے تھے۔ (۱۵)

اور غالباً اس امر کا مشاہدہ حضرت بنوریؒ نے اپنے طالب علمی میں کیا ہوگا، کیونکہ جس وقت مولانا غلام نبیؒ دیوبند میں مدرس تھے، ٹھیک اسی عرصہ میں حضرت بنوریؒ دار العلوم دیوبند میں وسطانی درجات کے طالب علم تھے، پھر ظاہر ہے حضرت علامہ کشمیریؒ کے اعتماد اور استناد کے بغیر ان کے عظیم منصب پر بیٹھ کر درسِ حدیث کا دینا ممکن نہ تھا، اس مذکورہ مشاہدہ سے حضرت کشمیریؒ کے گزشتہ قول کی بھی تائید ہوتی ہے۔

مصری استاذ الشیخ عبد العال عطوہؒ کی گواہی

دار العلوم عربی کابل میں جامعہ ازہر مصر کی طرف سے مبعوث مشہور مصری استاذ الشیخ عبد العال عطوہ نے ایک مجلس محاضرہ میں حضرت مولانا غلام نبی کاموئیؒ کے علم وفضل کی گواہی ان الفاظ میں دی:
''صاحب الفضيلة إنكم حقا لفقيه.'' (۱۶)

ان مذکورہ اقوال وتأثرات سے آپ کے علمی منصب، لیاقت، خداد صلاحیت اور استعداد کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

۱: دیکھئے: شخصیت ومیراث علامہ مولوی غلام نبی کاموئی (ص: ۵ وص: ۴۱)، باہتمام: ڈاکٹر عبدالملک کاموی، ط: انتشاراتِ نعمانی، کابل۔

۲: آپ کا پورا نام نجم الدین آخوند زادہ ہے، حضرت ہڈی ملا صاحب سے شہرت رکھتے ہیں۔ آپ کی تاریخ پیدائش معلوم نہ ہوسکی، آبائی تعلق افغانستان کے مشہور صوبہ غزنی کے مضافاتی علاقہ شیلگر ہجویر سے ہے۔ ابتدائی تعلیم کابل اور غزنی وغیرہ میں حاصل کی۔ آپ کا خاندان علم وفضل کا حامل رہا ہے۔ تحصیلِ علم کے بعد آپ نے صوبہ ننگرہار کے ضلع جلال آباد کی ہڈا نامی بستی میں سکونت اختیار کی، اس وجہ سے آپ کو ہڈی ملا کہا جاتا ہے، آپ نے صوبہ سرحد کے ضلع سوات کے مشہور مجاہد اور بزرگ شخصیت مولانا سید عبدالغفور آخوندؒ کے ہاتھ پر بیعت کی، اور طویل عرصے تک ان کی راہنمائی میں ارشاد وصلاح لیتے رہے، ان کی سرکردگی اور امامت میں انگریز کے خلاف جہاد بالسیف بھی کیا، اور دادِ شجاعت پائی، آپ کے خلفاء میں حاجی صاحب ترنگزئی، اور ملا احمد المعروف بہ سنڈا کی بابا مشہور ہیں، آپ کا شمار سلسلہ عالیہ قادریہ کے مشہور بزرگوں میں ہوتا ہے۔ آپ کی وفات ۱۳۱۹ھ مطابق ۱۹۰۱ء کو ہوئی۔ مزید تفصیلی حالات کے لیے دیکھیے: ''تذکرہ صوفیائے سرحد'' مؤلفہ: اعجاز الحق قدوسی۔ (ص: ۵۷۵)، ط: مرکزی اردو بورڈ لاہور۔ ''تاریخ اولیاء'' مؤلفہ: ابوالاسفار علی محمد بلخی، (ص: ۲۱۲)، نورانی کتب خانہ پشاور۔

۳: شخصیت ومیراث علامہ مولوی غلام نبی کاموئی (ص: ۲۳)، مضمون نگار: خلیل زی

۴: شخصیت ومیراث علاّمہ مولوی غلام نبی کاموئی (ص: ۷)، مضمون نگار: ڈاکٹر عبدالملک کاموی

۵: ماہنامہ ''بینات'' اشاعت خاص بیادِ حضرت بنوریؒ، سن ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۹۷۸ء (ص: ۲۴)، مضمون: مولانا لطف اللہ پشاوریؒ

۶: ''شخصیت ومیراث علامہ مولوی غلام نبی کاموئیؒ'' (ص: ۴۲)، مضمون نگار: مولوی محمد ہاشم کاموال

۷: ایضًا: (ص: ۴۳)

۸: سہ ماہی ''فکر وآگاہی'' دہلی، بھوپال نمبر، مقالہ نگار: مفتی جنید صدیقی، (ص: ۴۷۶-۴۸۱)

۹: ''حضرت بنوریؒ، نایاب مضامین، خاکوں، اور یادداشتوں کا مجموعہ'' مرتبہ: مولانا عمر انور بدخشانی، (ص: ۱۲۰-۱۲۱)، مضمون نگار: مولانا سید سیاح الدین کاکاخیلوی، ط: زمزم پبلشرز، کراچی، ۱۴۳۲ھ

۱۰: ''شخصیت ومیراث علامہ مولوی غلام نبی کاموئیؒ'' (ص: ۴۲)، مضمون نگار: مولوی محمد ہاشم کاموال۔

۱۱: تین جلدوں پر مشتمل یہ تفسیر پشتو اور دری زبان میں لکھی گئی ہے، افغانستان، ایران، اور پاکستان سے یہ کئی دفعہ چھپی ہے، اب تک اس کے دسیوں ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

۱۲: یاد رہے کہ ۱۹۲۹ء تک آپ اس منصبِ جلیل پر فائز رہے، ۱۹۲۹ء میں آپ نے گجرات کی طرف رحلت کی، اور دارالعلوم اسلامیہ ڈابھیل کے نام سے ایک قدآور مدرسہ کو آباد کیا، ۱۹۳۰ء میں اپنے آبائی وطن کشمیر جنت نظیر کا طویل سفر کیا، ۱۹۳۱ء میں واپس ڈابھیل آئے، ۱۹۳۳ء میں وہی آپ کا انتقال ہوا، تدفین دارالعلوم دیوبند کے قبرستان میں ہوئی۔ تفصیلی حالات کے لیے دیکھیے: ''نفحة العنبر في حياة الشيخ محمد أنور''، مؤلفہ: علامہ محمد یوسف بنوریؒ۔

۱۳: ''شخصیت ومیراث علامہ مولوی غلام نبی کاموئیؒ'' (ص: ۴۲)، مضمون نگار: مولوی محمد ہاشم کاموال۔

۱۴: ''شخصیت ومیراث علامہ مولوی غلام نبی کاموئیؒ'' (ص: ۱)، مضمون نگار: ڈاکٹر عبدالملک کاموئیؒ۔

۱۵: یضًا۔

۱۶: یضًا۔

(جاری ہے)

کرپٹوکرنسی، این ایف ٹی، اور بلاک چین

جناب ڈاکٹر مبشر حسین رحمانی
لیکچرر کمپیوٹر سائنس ڈیپارٹمنٹ
کارک انسٹیٹیوٹ آف ٹیکنالوجی (سی آئی ٹی) آئرلینڈ

تعارف، مغالطے، شرعی نقطۂ نظر اور ہماری ذمہ داری

(چوتھی قسط)

کرپٹوکرنسی اور این ایف ٹی سے متعلق مغالطے اور ان کے جوابات

کرپٹوکرنسی اور این ایف ٹی سے متعلق عوام میں بہت ساری باتیں مشہور ہیں، جو کہ اس کے جواز اور عدمِ جواز کے بارے میں شکوک پیدا کردیتی ہیں، مثلاً یہ کہا جاتا ہے کہ کرپٹوکرنسی سے جو منافع حاصل کیا جاتا ہے وہ محض ایک کاروبار کی طرح ہے۔ دوسری طرف یہ کہا جاتا ہے کہ کرپٹوکرنسی جوا اور سٹے بازی ہے، اس میں غرر Uncertainty بہت زیادہ ہے اور یہ صرف کمپیوٹر کے اعداد وشمار سے کھیلنے کے مترادف ہے۔ نیز فیوچر ٹریڈنگ (مستقبلیات کی بیع) کو جس بنیاد پر شرعاً ناجائز کہا جاتا ہے کہ اول اس میں غیر مملوک کی بیع ہوتی ہے اور دوم اس میں قبضہ سے پہلے آگے بیع کردی جاتی ہے اور بیع قبل القبض شرعاً ناجائز ہے تو غور کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ کچھ ایسی ہی صورت کرپٹوکرنسی اور این ایف ٹی میں بھی پائی جاتی ہے۔ اسی طرح یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کرپٹوکرنسی محض نمبرز ہیں، یہ صرف کمپیوٹر میں ہوتے ہیں اور ان کی ذاتی کوئی حیثیت نہیں ہوتی اور ذاتی قدر بھی نہیں ہوتی۔ نیز کرپٹوکرنسی دنیا میں جتنی بھی بن رہی ہے زیادہ تر اسے افراد بنا رہے ہیں۔ غرض اس طرح کی دسیوں باتیں خلط ملط ہوچکی ہیں۔ ذیل میں ہم ان میں سے کچھ اہم اور بنیادی مغالطوں کا جواب دیں گے جس کی بنیاد پر اصولی طور پر ہم کرپٹو اثاثوں سے متعلق شرعی حکم معلوم کرسکتے ہیں۔

مغالطہ نمبر ۱

کیا کرپٹوکرنسی سٹے بازی یا جُوا (میسر، قمار Gambling) ہے؟ یا محض ایک کاروبار کی طرح ہے؟ ایک مغالطہ یہ ہے کہ کرپٹوکرنسی محض ایک کاروبار کی طرح ہے اور اس کا دور دور تک سٹے بازی اور

قمار سے تعلق نہیں۔

جواب: راقم کو یہ جان کر بہت حیرت ہوئی کہ پاکستان کے اندر کچھ حضرات کرپٹوکرنسی کے جواز کے متعلق دلائل پیش کررہے ہیں اور کرپٹوکرنسی کو سٹے بازی اور جوئے کے بجائے محض ایک کاروبار کی طرح سمجھ رہے ہیں۔ اس کے برعکس آئرلینڈ کے اندر سینٹرل بینک آف آئرلینڈ Central Bank of Ireland تو کرپٹوکرنسی کو سٹے بازی قرار دے رہا ہے اور باقاعدہ ایک منظم طریقے سے عوامی آگاہی کی مہم چلارہا ہے کہ لوگ کرپٹوکرنسی میں خرید وفروخت اور لین دین سے اجتناب کریں۔ ذیل میں ہم ان کی پریس ریلیز پیش کرتے ہیں۔[1]

"The Central Bank has today(22 March 2022) issued a fresh warning on the risks of investing in crypto assets, as part of a European-wide campaign by the European Supervisory Authorities.

The Central Bank again emphasised that crypto assets are highly risky and speculative, and may not be suitable for retail customers. In particular people need to be alert to the risks of isleading advertisements, particularly on social media, where influencers are eing paid to advertise crypto assets.

Derville Rowland, Director General Financial Conduct said :In Ireland and across the EU we are seeing increasing levels of advertising and aggressive promotion of crypto asset investments.

While people may be attracted to these investments by the high returns advertised, the reality is that they carry significant risk.

Before you buy crypto assets, you need to think about whether you can afford to lose all the money you invest. Do the promised fast or high returns seem too good to be true."

’’مرکزی بینک نے آج مورخہ ۲۲/ مارچ ۲۰۲۲ء کرپٹو اثاثوں میں سرمایہ کاری کے خطرات کے بارے میں ایک تازہ انتباہ جاری کیا ہے، جو کہ یورپی سپروائزری اتھارٹیز کی طرف سے یورپ بھر میں مہم کا حصہ ہے۔

مرکزی بینک نے ایک بار پھر اس بات پر زور دیا کہ کرپٹو اثاثے انتہائی رسکی اور سٹے بازی (قیاس آرائی) پر مبنی ہیں، اور یہ ریٹیل صارفین کے لیے موزوں نہیں ہوسکتے۔ خاص طور پر لوگوں کو گمراہ کن اشتہارات کے خطرات سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے، خاص طور پر سوشل میڈیا پر، جہاں پر سوشل میڈیا پر اثر انداز کرنے والوں کو ادائیگی کی جاتی ہے، تاکہ وہ کرپٹو اثاثوں کی تشہیر کریں۔

Derville Rowland، ڈائریکٹر جنرل فنانشل کنڈکٹ نے کہا: ’’آئرلینڈ اور EU بھر میں ہم اشتہارات کی بڑھتی ہوئی سطح اور کرپٹو اثاثہ میں سرمایہ کاری کے جارحانہ فروغ کو دیکھ رہے ہیں۔

اگرچہ لوگ اس تشہیر کی وجہ سے کہ اس میں زیادہ منافع ہوتا ہے، ان میں سرمایہ کاری کی طرف متوجہ ہوسکتے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس میں رسک بہت زیادہ ہے۔

کرپٹو اثاثے خریدنے سے پہلے آپ کو یہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ آیا آپ اپنی سرمایہ کاری کی تمام رقم کھونے کے متحمل ہوسکتے ہیں؟ کیا، کیا گیا تیز یا زیادہ منافع کا وعدہ درست بھی ہوگا؟‘‘

آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ آئرلینڈ تو ایک چھوٹا سا یورپی ملک ہے تو اس کی بات کی کیا اہمیت؟ مگر آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ یورپی یونین EU جو کہ ۲۷ ممالک کا مجموعہ ہے جن میں فرانس، جرمنی، اٹلی، اسپین، سوئیڈن، ڈنمارک، فن لینڈ، آئرلینڈ، پولینڈ اور دیگر ممالک شامل ہیں ان کے مالیاتی ریگولیٹری اداروں EU Financial Regulators نے حال ہی میں کرپٹو اثاثوں (کرپٹو کرنسی وغیرہ) کو سٹے بازی قرار دیا ہے اور وہ اس کو Volatile, Highly Speculative کہہ رہے ہیں اور پورے یورپ کے ۴۴ کروڑ سے زیادہ عوام کو سرکاری سطح پر اس بات کی وارننگ دے رہے ہیں کہ وہ کرپٹو کرنسی میں حتی الوسع سرمایہ کاری، لین دین اور اس کی خرید و فروخت سے اجتناب کریں۔ یورپی مالیاتی ریگولیٹری ادارے جن کو یورپین سپروائزری اتھارٹی (European Supervisory Authority ESA) بھی کہا جاتا ہے اور وہ مندرجہ ذیل ریگولیٹری اداروں کا مجموعہ ہے۔

European Supervisory Authorities(ESAs) are:

- the European Banking Authority (EBA)
- the European Securities and Markets Authority(ESMA)
- the European Insurance and Occupational Pensions Authority (EIOPA)

اسی یورپین سپروائزری اتھارٹی ESA نے تمام یورپی ممالک کو وارننگ جاری کی ہے کہ وہ اس کی منظم

تشہیر کریں۔[2]

"The European Supervisory Authorities (ESAs-EBA, ESMA and EIOPA) warn consumers that many crypto-assets are highly risky and speculative. These are not suited for most retail consumers as an investment or as a means of payment or exchange."

’’یورپی سپروائزری اتھارٹیز (EBA ESMA اور EIOPA ESAs) صارفین کو خبردار کرتی ہیں کہ بہت سے کرپٹو اثاثے انتہائی رسکی اور سٹے بازی یعنی قیاس آرائی پر مبنی ہیں۔ یہ زیادہ تر ریٹیل صارفین کے لیے بطور سرمایہ کاری یا ادائیگی یا تبادلے کے لیے موزوں نہیں ہیں۔‘‘

یورپی سپروائزری اتھارٹیز کی جانب سے یہ پہلی وارننگ نہیں ہے، بلکہ سن ۲۰۱۳ء، سن ۲۰۱۸ء اور سن ۲۰۱۹ء میں وہ ایسی ہی وارننگ دے چکے ہیں۔ اب قارئین آپ ہی انصاف کیجئے کہ یورپ کے ۲۷ ممالک یعنی یورپی سپروائزری اتھارٹیز تو کرپٹوکرنسی اور کرپٹو اثاثوں کو سٹے بازی کہیں اور ہمارے ملکِ پاکستان میں لوگ اس کے جواز کے دلائل دیں؟ (۱)

پھر اسی یورپین سپروائزری اتھارٹی ESA نے تمام یورپی ممالک کو جاری وارننگ میں کرپٹو اثاثوں سے متعلق رسک (خطرات) کی تفصیلات سے آگاہ کیا ہے۔ یہ جتنے بھی رسک یورپین سپروائزی اتھارٹی نے گنوائے ہیں، یہ محض خیالی رسک (خطرات) نہیں ہیں، بلکہ انہوں نے پورے یورپ سے اعداد و شمار اکھٹا کرنے کے بعد جو نتائج اخذ کیے ہیں، ان کو تحریری صورت میں پیش کیا ہے، اس تحریر کا ترجمہ اور مفہوم درج ذیل ہے:

کون سے اہم رسک (خطرات) ہیں؟

قیمتوں میں بہت زیادہ اتار چڑھاؤ

بہت سے کرپٹو اثاثے اچانک اور انتہائی قیمت کے اتار چڑھاؤ کے تابع ہوتے ہیں اور قیاس آرائی

---

(۱) آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ اس وقت یورپ میں عوامی سطح پر بہت ہی بڑے پیمانے پر میڈیا کے ذریعے ایک منظم ذہن سازی کی جارہی ہے، تاکہ عوام کرپٹوکرنسی سے اجتناب کریں اور یہ ساری وارننگز اسی میڈیا کی مہم کا حصہ ہیں۔ یہاں آئرلینڈ کے مقامی اخبار نے راقم کی یونیورسٹی کے بزنس ڈیپارٹمنٹ سے رابطہ کیا اور کہا کہ عوام الناس کے لیے کرپٹوکرنسی اور این ایف ٹی سے آگاہی سے متعلق مضمون لکھیں۔ بزنس ڈیپارٹمنٹ نے راقم سے رابطہ کیا اور پھر راقم نے نہ صرف یہ کہ آئرلینڈ کے مقامی اخبار میں کرپٹوکرنسی اور این ایف ٹی سے آگاہی سے متعلق مضمون لکھا، بلکہ یہاں آئرلینڈ کے عوام کو کرپٹوکرنسی اور این ایف ٹی سے اجتناب برتنے کی نصیحت کی اور اس مضمون کے توسط سے عوام کو سمجھایا کہ کرپٹوکرنسی اور این ایف ٹی میں سرمایہ کاری درحقیقت سٹے بازی ہے۔

یعنی سٹے بازی پر مبنی ہوتے ہیں، کیونکہ ان کی قیمت اکثر صرف صارفین کی طلب پر منحصر ہوتی ہے(یعنی اس کے پیچھے کوئی اثاثہ نہیں ہوتا یا کوئی ٹھوس قدر نہیں ہوتی ہے)۔آپ اپنی ایک بڑی رقم یا یہاں تک کہ تمام سرمایہ کاری سے بھی محروم ہو سکتے ہیں۔قیمتوں میں انتہائی اتار چڑھاؤ کا مطلب یہ بھی ہے کہ بہت سے کرپٹو اثاثے قیمت (ثمن) کے ذخیرہ کے طور پر، اور تبادلے یا ادائیگی کے ذریعہ کے طور پر نامناسب ہیں۔

گمراہ کن معلومات

کچھ کرپٹو اثاثہ جات اور متعلقہ پروڈکٹس کی مارکیٹنگ مواد اور دیگر معلومات کا استعمال کرتے ہوئے عوام کے سامنے تشہیر کی جاتی ہے جو غیر واضح، نامکمل، غلط یا جان بوجھ کر گمراہ کن بھی ہوسکتی ہیں۔مثال کے طور پر سوشل میڈیا کے ذریعے اشتہارات بہت مختصر ہو سکتے ہیں، جس میں ممکنہ فوائد پر توجہ مرکوز کی جاتی ہے، لیکن اس میں شامل خطرات پر نہیں۔آپ کو سوشل میڈیا کے ''اثر اندازوں'' سے بھی ہوشیار رہنا چاہیے، جن کے پاس عام طور پر مخصوص کرپٹو اثاثوں اور متعلقہ مصنوعات اور خدمات کی مارکیٹنگ کے لیے مالی ترغیب ہوتی ہے اور وہ اپنی جاری کردہ معلومات میں متعصب بھی ہو سکتے ہیں۔

تحفظ کی عدم موجودگی

کرپٹو اثاثوں کی اکثریت اور کرپٹو اثاثوں کے سلسلے میں مصنوعات یا خدمات کی فروخت EU میں ریگولیٹ نہیں ہے۔اس تناظر میں صارف ہونے کے ناطے جو سہولیات حکومت آپ کو فراہم کرتی ہے، آپ اس سے محروم ہوں گے، جیسا کہ شکایات یا سہارے کے طریقہ کار۔

پروڈکٹ کی پیچیدگی

کرپٹو اثاثوں کے ساتھ تامل فراہم کرنے والی کچھ مصنوعات بہت پیچیدہ ہوتی ہیں، بعض اوقات ایسی خصوصیات کی حامل ہوتی ہیں جو قیمت میں منفی تبدیلی کی صورت میں نقصانات کی شدت کو بڑھا سکتی ہیں۔یہ مصنوعات اپنی پیچیدگی کے پیش نظر بہت سے صارفین کے لیے موزوں نہیں ہیں۔

دھوکہ دہی اور بدنیتی پر مبنی سرگرمیاں

متعدد جعلی کرپٹو اثاثے اور جعلی اسکیمیں موجود ہیں اور آپ کو آگاہ ہونا چاہیے کہ ان کا واحد مقصد مختلف تکنیکوں کا استعمال کرتے ہوئے آپ کو اپنے پیسے سے محروم کرنا ہے، مثال کے طور پر فشنگ یعنی انٹرنیٹ کے ذریعے دھوکہ دہی سے آپ کی ذاتی معلومات مثلاً تاریخِ پیدائش، پاس ورڈ یا کریڈٹ کارڈ سے متعلقہ

معلومات کو حاصل کرنا۔

مارکیٹ میں ہیرا پھیری، قیمتوں میں شفافیت کا فقدان اور کم لیکویڈیٹی

کرپٹو اثاثوں کی قیمتوں کا تعین کیسے کیا جاتا ہے؟ یہ عمل اکثر شفاف نہیں ہوتا، نیز ایکسچینج پر لین دین کا عمل بھی اکثر شفاف نہیں ہوتا ہے۔ بعض کرپٹو اثاثوں کی ملکیت بھی کچھ لوگوں تک بہت زیادہ مرتکز ہے، جو قیمتوں یا لیکویڈیٹی کو متاثر کرسکتی ہے، اس لیے کرپٹو اثاثے خریدتے یا بیچتے وقت آپ کو مناسب قیمت نہیں مل سکتی، یا ممکنہ خریدار کی غیر موجودگی میں آپ اپنے کرپٹو اثاثوں کو اتنی جلدی فروخت کرنے کے قابل نہیں ہوسکتے۔ متعدد مواقع پر مارکیٹ میں ہیرا پھیری کے واقعات رپورٹ ہوئے ہیں۔

ہیکس، آپریشنل خطرات اور سیکورٹی کے مسائل

کرپٹو اثاثوں کے تحت ڈسٹری بیوٹڈ لیجر ٹیکنالوجی کچھ مخصوص خطرات کو ہی برداشت کرسکتی ہے۔ کرپٹو اثاثوں کے لیے کئی جاری کنندگان اور سروس فراہم کنندگان، بشمول کرپٹو ایکسچینج اور والیٹ فراہم کرنے والی کمپنیاں، سائبر حملوں اور شدید آپریشنل مسائل کا سامنا کرچکے ہیں۔ بہت سے صارفین اپنے کرپٹو اثاثے کھو چکے ہیں یا اس طرح کے ہیکس اور رکاوٹوں کی وجہ سے نقصان کا سامنا کرنا پڑا ہے یا اس وجہ سے کہ انہوں نے اپنے اثاثوں تک رسائی فراہم کرنے والی پرائیویٹ کی (Private Keys) کھودی ہیں۔

آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ ساری وارننگز تو بینکوں اور موجودہ حکومتوں کے نظام کی طرف سے آرہی ہیں اور وہ کبھی نہیں چاہیں گے کہ عالمی سطح پر بینک کا نظام سرنگوں ہو اور ان بینکوں، حکومتوں اور عالمی مالیاتی اداروں کی عالمی معاشی نظام پر سے اجارہ داری ختم ہو اور ان وارننگز کو دینے والوں میں سرِفہرست یورپی سپروائزری اتھارٹیز ہیں، جو کہ بینکوں کے نظام کو ریگولیٹ اور کنٹرول کرتے ہیں۔ تو گزارش یہ ہے کہ مغالطہ نمبر:۸ کے اندر ہم آپ کو تفصیل کے ساتھ بتائیں گے کہ جو حضرات یہ کہتے ہیں کہ کرپٹو کرنسی عالمی معاشی اداروں، بینکوں، اور حکومتوں کی اجارہ داری ختم کرتی ہے اور ان کے مقابلے میں ایک بھرپور نظام ہے، ان کو مغالطہ ہوا ہے اور کرپٹو کرنسی کا نظام اس کے قطعاً برعکس ہے۔

اب ہم سٹے بازی Speculation اور جوا (میسر، قمار Gambling) کے بنیادی فرق کو سمجھتے ہیں:

’’سٹہ Speculation دراصل اس معاملے کو کہتے ہیں جس میں بائع اور خریدار میں سے کسی کا ارادہ عملاً مبیع پر قبضہ کا نہیں ہوتا، بلکہ اس میں قیمتوں کا فرق برابر کرکے نفع کمایا جاتا ہے۔ سٹہ کے

اندر دو خرابیاں پائی جاتی ہیں: اول یہ کہ اس کے اندر غیر مملوک کی بیع ہوتی ہے اور دوم یہ کہ اس میں بیع قبل القبض کا دخل ہوتا ہے، لہٰذا شریعتِ مطہرہ کے اندر سٹہ کی ممانعت ہے۔‘‘

(ڈاکٹر مولانا اعجاز احمد صمدانی صاحب، غرر کی صورتیں، جنوری ۲۰۰۹ء، ادارۃ المعارف، کراچی)

جُوا، میسر یا قمار Gambling کی تعریف یہ ہے کہ:

’’جس معاملہ میں کسی مال کا مالک بنانے کو ایسی شرط کے ساتھ موقوف رکھا جائے کہ جس کے وجود اور عدم کی دونوں جانبین مساوی ہوں اور اسی بنا پر نفع خالص یا تاوان خالص برداشت کرنے کی دونوں جانبیں بھی برابر ہوں، مثلاً یہ بھی احتمال ہے کہ زید پر تاوان پڑ جائے اور یہ بھی کہ عمرو پر پڑ جائے، اس کی جتنی قسمیں اور صورتیں پہلے زمانے میں رائج تھیں یا آج رائج ہیں یا آئندہ پیدا ہوں، وہ سب میسر، قمار اور جُوا کہلائے گا۔‘‘

(معارف القرآن، جلد:۱، سورۃ البقرۃ، صفحہ:۵۳۲، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

ڈاکٹر مولانا اعجاز احمد صمدانی صاحب نے لکھا ہے کہ کسی معاملے کے جُوا یعنی قمار ہونے کے لیے درجِ ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے:

شرطِ اول: معاہدہ دو یا دو سے زائد فریقوں کے درمیان ہو۔

شرطِ دوم: معاہدہ کرنے والے شرکاء اپنا مال داؤ پر لگائیں۔

شرطِ سوم: دوسرے کے مال کا حاصل ہونا کسی ایسے غیر یقینی واقعہ پر موقوف ہو جس کے پیش آنے کا احتمال بھی ہو اور نہ ہونے کا بھی۔

شرطِ چہارم: داؤ پر لگا یا ہوا مال بلا معاوضہ ختم ہوجائے یا دوسرے کا مال بلا معاوضہ آجائے۔

پھر وہ جُوا یعنی قمار کی بنیادی طور پر دو قسمیں بتاتے ہیں:

پہلی قسم: اس میں کوئی ایک فریق یقینی طور پر کوئی ادائیگی کرنے کا پابند نہیں ہوتا، بلکہ ہر فریق کی طرف سے ادائیگی کسی غیر یقینی واقعہ پر موقوف ہوتی ہے۔

دوسری قسم: اس میں ایک فریق کی طرف سے ادائیگی یقینی ہوتی ہے، جبکہ دوسری طرف سے غیر یقینی ہوتی ہے۔

اب ہم تکنیکی طور پر یہ دیکھتے ہیں کہ کرپٹوکرنسی اور این ایف ٹی کے اندر وہ کون سے معاملات ہیں جن کے اندر غرر Uncertainty، جُوا، اور سٹے بازی ممکن ہے۔ سب سے پہلے تو ہم کرپٹوکرنسی اور این ایف ٹی کو صارفین کے تناظر میں دیکھتے ہیں۔ جب بھی کوئی عام صارف کرپٹوکرنسی مارکیٹ Cryptocurrency

NFT Marketplace یا این ایف ٹی مارکیٹ Marketplace میں اپنی سرمایہ کاری کرتا ہے تو اس کا واسطہ کرپٹوکرنسی اور این ایف ٹی مارکیٹ سے پڑتا ہے۔ اس میں ذرہ برابر بھی شک نہیں کہ کرپٹوکرنسی مارکیٹ بہت زیادہ رسکی ہے اور اس رسک کی بنیادی وجہ مارکیٹ کے اندر کرپٹوکرنسی کی قیمتوں کا غیر یقینی اُتار چڑھاؤ ہے، مثلاً: جنوری ۲۰۲۱ء میں ایک بٹ کوائن تیس ہزار یورو سے زیادہ کا تھا۔ اپریل ۲۰۲۱ء میں ایک بٹ کوائن کی قیمت سینتیس ہزار یورو سے زیادہ تھی۔ پھر اکتوبر ۲۰۲۱ء میں اس بٹ کوائن کی قیمت ترپین ہزار یورو سے زیادہ کی تھی۔ اتنے زیادہ منافع کی وجہ سے ہی لوگ جوق در جوق اس میں سرمایہ کاری کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اپنا سرمایہ کھو بیٹھتے ہیں۔ اگر قارئین خود جا کر کرپٹوکرنسی مارکیٹ کا جائزہ لیں تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ دنوں اور گھنٹوں کے حساب سے سٹے بازی ہو رہی ہوتی ہے اور سافٹ وئیر کی مدد سے تو یہ خرید و فروخت منٹوں میں سمٹ آئی ہے اور مروجہ کرپٹوکرنسی مارکیٹ کے اندر عمومی طور پر دونوں ہی خرابیاں یعنی غیر مملوک کی بیع ہوتی ہے اور دوم یہ کہ اس میں بیع قبل القبض کا دخل ہوتا ہے۔

جب ہم کرپٹوکرنسی کی مائننگ پراسس پر غور کرتے ہیں، تو ہم پر یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ مائننگ پراسس کے اندر آپ کرپٹوگرافک پزل (یہ ایک ریاضی کے ایک مسئلے کی طرح ہوتا ہے) کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کے لیے آپ اپنے وسائل Computing Resources and Energy کو لگاتے ہیں، تاکہ آپ نئی کرپٹوکرنسی (بٹ کوائن) بنا سکیں۔ اب ہوتا یہ ہے کہ یہ کرپٹوگرافک پزل بہت ہی مشکل سے حل ہوتا ہے اور اس کے حل ہونے کے جو ممکنات ہیں وہ عام صارف کے لیے انتہائی کم ہیں یا نہ ہونے کے برابر ہیں۔ آپ اس کا خود مشاہدہ کرسکتے ہیں۔ آپ اپنے کمپیوٹر کو بٹ کوائن نیٹ ورک کا حصہ بنائیں اور اس کمپیوٹر کو کرپٹوگرافک پزل حل کرنے پر لگا دیں۔ ریاضی کے حساب سے کھربوں احتمالات میں سے ایک احتمال ہے کہ آپ اس کرپٹوگرافک پزل کو حل کرسکیں۔ تو اس مائننگ پراسس کے اندر آپ نئی کرپٹوکرنسی بنانے کے لیے اپنے وسائل کو لگا رہے ہیں اور اس پزل کے حل ہونے کا بھی احتمال ہے اور نہ ہونے کا بھی، بلکہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ نہ ہونے کا ہی بہت زیادہ امکان ہے اور اس سے آپ کا مال (وسائل میں بجلی کا خرچ اور کمپیوٹنگ پاور وغیرہ) بلا معاوضہ ختم ہو جائیں گی۔

حال ہی میں آئرلینڈ کی پولیس An Garda Síochána نے مارچ ۲۰۲۲ء میں ایک عوامی وارننگ پریس ریلیز کے ذریعے جاری کی کہ عوام کرپٹوکرنسی میں سرمایہ کاری سے بہت زیادہ محتاط رہیں۔ اس پریس ریلیز کا ترجمہ درج ذیل ہے:

’’لوگ ہمیشہ بڑے منافع کے وعدوں کی طرف راغب ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کرپٹوکرنسی میں

پر کشش، دھوکہ دہی پر مبنی سرمایہ کاری میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ۲۰۲۰ء میں ٦٧ فیصد سے زائد اضافہ ہوا ہے اور بہت سے دوسرے کیس شرمندگی کی وجہ سے رپورٹ نہیں ہوئے ہیں۔ ۲۰۱۹ء سے ۲۰۲۱ء کے درمیان پورے ملک میں عام لوگوں سے سرمایہ کاری کے فراڈ کے ذریعے ۲۴ ملین یورو سے زیادہ کی چوری کی گئی، بہت سے لوگ اپنی پنشن یا زندگی کی بچت سے محروم ہو گئے۔ ورچوئل کرنسیاں زیادہ خطرہ ہیں اور ان کو ریگولیٹ نہیں کیا جاتا ہے۔ اگر کچھ غلط ہو جاتا ہے تو آئرلینڈ میں صارفین کے تحفظات یا فنانشل سروسز سے متعلق محتسب کی خدمات موجود نہیں ہیں۔ ہمارا مشورہ یہ ہے کہ کوئی بھی سرمایہ کاری کرنے سے پہلے اپنا ہوم ورک کریں۔ ہمیشہ پیشہ ورانہ مالی اور قانونی مشورہ حاصل کریں، صرف ریگولیٹڈ اداروں کا استعمال کریں، اور یقین نہ آنے والی پیشکشوں سے ہوشیار رہیں۔''[3]

اسی طرح سے آئرلینڈ کے مقامی اخبار نے کچھ اس طرح سے لکھا کہ:

''لوگ کرپٹوکرنسی میں سرمایہ کاری سے اپنی پینشن اور زندگی بھر کی جمع پونجی ضائع کر رہے ہیں۔''[4]

آپ اگر یہ دلیل دیتے ہیں کہ دیکھیں! آپ مسلمانوں کو کرپٹوکرنسی میں سرمایہ کاری سے روک کر ایک عظیم نفع سے محروم کر رہے ہیں، کتنے لوگوں کا فائدہ ہو جائے گا، کتنے نوجوان روزگار حاصل کریں گے، ملکی معیشت کو فائدہ ملے گا، تو عرض یہ ہے کہ ہم نے آپ کے سامنے یورپ کے اعداد و شمار رکھ دیئے کہ کتنے ہی سادہ لوگ کرپٹوکرنسی کے اس جال میں پھنس گئے اور اپنی ساری جمع پونجی ضائع کر دی۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک فقہی ضابطہ لکھا ہے، وہ یہ کہ:

''جلبِ منفعت سے دفعِ مضرت مقدم ہے، یعنی ایک کام کے ذریعے سے کچھ فائدہ بھی حاصل ہوتا ہے اور ساتھ ہی مضرت بھی پہنچتی ہے تو مضرت سے بچنے کے لیے اس منفعت کو چھوڑ دینا ہی ضروری ہوتا ہے، ایسی منفعت کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے جو مضرت کے ساتھ حاصل ہو۔''

(معارف القرآن، جلد:۱، سورۃ بقرہ، صفحہ: ۵۳۷، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

لہٰذا مندرجہ بالا فقہی ضابطہ کے تحت مسلمانوں کے حفظ المال کو مقدم رکھتے ہوئے بھی کرپٹوکرنسی میں سرمایہ کاری سے اجتناب کا کہا جائے گا، کیونکہ دفعِ مضرت مقدم ہے۔

حواشی وحوالہ جات

[1]Central Bank of Ireland Press Release on Crytoassets, https://www .centralbank .ie /news /article /central-bank-warning-on-investing -in -crypto -assets-22-march-2022,March 2022.

[2]Joint ESA Warning, https://www.esma.europa.eu/sites/default/files/library /esa _2022 15joint_esas_warning_on_crypto-assets.pdf,2022.

[3]An Garda Síochána advise the public on Cryptocurrency, https://www.garda.ie /en /about -us /our-departments/office-of-corporate-communications/press-releases/2022/ march /fraud -week-an-garda-siochana-advise-the-public-to-be-extra-vigilant-when -investing -in-cryptocurrencies.html,March 2022.

[4] https://www.irishtimes.com/news/crime-and-law/cryptocurrency-scams -many -irish -people-losing-life-savings-garda-warns-1.4840409.

(جاری ہے)

طب اور علاج معالجہ سے متعلق احادیث کا درجہ!

ادارہ

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

جیسا کہ درج ذیل احادیث پاک میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے:

حدیث نمبر: ''کلونجی میں موت کے سوا ہر بیماری کا علاج ہے۔''

حدیث نمبر ۲: ''سناء مکی میں موت کے سوا ہر بیماری کا علاج ہے۔''

حدیث نمبر ۳: ''نبی کریم سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں میں جب کوئی بیمار ہوجاتا تو تلبینہ کی ہانڈی اس وقت تک چولھے سے نہ اُترتی جب تک وہ بندہ صحت یاب نہ ہوجاتا یا اس کی موت واقع ہو جاتی۔''

اس طرح کی اور بھی احادیث بندہ نے پڑھی اور سنی ہیں۔ ایک طرف ملک پاکستان کے مشہور موجدِ طب (حکیم دوست محمد صابر ملتانیؒ) ہیں جن کی تحقیق بنام ''قانون مفرد اعضاء'' آج پوری دنیا میں ایک فطری، یقینی اور بے خطا علاج ثابت ہوا ہے، جس میں اصولی طور پر فطرت کے موافق غور وفکر کرکے ہزاروں سال کی قدیم طب کی خامیاں، دشواریاں اور شکوک وشبہات وغیرہ (مثلاً علمِ تشخیص اور ادویہ کے امزجہ وغیرہ) کو حل کرکے اور ساتھ انتہائی آسان کرکے ان بڑے اور خطرناک امراض کا علاج بھی رہتی دنیا کے سامنے تحفہ پیش کیا ہے، جن امراض سے پوری دنیا کی طبی سائنس آج تک قابلِ اطمینان علاج سے محروم رہی اور یقیناً یہ کہنا غلو نہ ہوگا کہ نتائج کی دنیا میں آج اس طبی ''قانون مفرد اعضاء'' کے سامنے پوری دنیا کی تمام طبّوں کو (چاہے وہ فرنگی طب ہو یا کوئی اور پیتھی ہو) سرِ تسلیم خم کرنا پڑ رہا ہے، اور ایک طرف درج بالا ہر حدیث میں ایک ہی دوا کو ہر مرض کے لیے شافی اور کافی بیان کیا ہے، لیکن ''قانون مفرد اعضاء'' کے مطابق درج بالا تمام ادویہ کے امزجہ مخصوص ہیں

اور خاص امراض کے لیے ہی مستعمل ہیں اور تمام اطباء کا تجربہ بھی شاہد ہے کہ اکثر مرتبہ ہر مرض میں درج بالا ادویہ کے استعمال سے مضر اثرات بھی ثابت ہوئے ہیں۔

ان تمام تفصیلات کو تحریر کرنے کے بعد حاصل یہ ہے کہ اولاً: ''قانون مفرد اعضاء''، ثانیاً دنیا کی قدیم طب نے ادویہ کو امزجہ کا لحاظ نہ رکھتے ہوئے (مخالف) استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے، وہ بھی عرصہ دراز کی علمی تحقیق اور تجربہ کی بنیاد پر، تو ایسی حالت میں انسانی صحت کو بحال رکھنے اور امراض کو دور کرنے کے لیے کس بات پر عمل پیرا ہونا بہتر ہوگا؟ طبِ نبوی کی بتائی ہوئی تمام امراض کے لیے ایک ہی ادویہ پر یا ''قانون مفرد اعضاء'' پر؟ جب کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود چند ادویہ استعمال کرکے امزجہ کے مطابق استعمال کرنے کی تعلیم ارشاد فرمائی ہے اور اگر ''قانون مفرد اعضاء'' یا طبِ قدیم کے مطابق عمل پیرا ہوں تو درج بالا احادیث (ادویہ) کو کس اعتبار سے سمجھا، مانا اور عمل کیا جائے؟

واضح ہو کہ طبِ قدیم کا حوالہ نہ دیتے ہوئے مذکورہ جدید طب (''قانون مفرد اعضاء'') کا خلاصتاً ذکر اس لیے کیا گیا ہے کہ ''قانون مفرد اعضاء'' کی بنیاد ہی امزجہ کے ساتھ مطابقت ہے، امزجہ کے خلاف ادویہ استعمال کرنے کی ہرگز گنجائش نہیں، اور اس طرح کی طب کو جاہلانہ اور عطایانہ فن قرار دیا جاتا ہے۔ یہ بھی واضح ہو کہ درج بالا سطر میں جاہلانہ اور عطایانہ فن میں طبِ نبوی شامل نہیں، بلکہ موجدِ طب خود طبِ نبوی کے متبع تھے، نہ کہ منکر۔ بندہ کو اب تک موجدِ طب کی کتب سے یہ بات نہ مل سکی کہ کس طرح طبِ نبوی کی دواؤں کو استعمال کرتے تھے؟ ہاں! یہ ضرور عرض کردوں کہ موجدِ طب کے اکثر شاگردوں سے یہ بات سنی ہے کہ طبِ نبوی' فطرت کے خلاف نہیں، لیکن ان شاگردوں سے بھی اب تک یہ اثبات نہ ہوسکا کہ ہر مرض میں درج بالا ادویہ استعمال کرسکتے ہیں۔

نوٹ: سوال پوچھنے کا مقصد فقط شریعت کی راہ نمائی مطلوب ہے، نہ کہ حکماء کی تحقیق پیش کرنا ہے، البتہ (بشکل حدیث! بدن انسانی میں تحقیق کرنے والے) حکماء کی آراء سے کسی طرح ثبوت نہ ملنے کے باعث انحراف نہیں ہو پارہا ہے، بلکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک صحابیؓ کو (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے مشہور فلاسفر اور حکیم) حارث ابن کلدہ کے پاس بھیجنے کا جواز ہی نظر آرہا ہے۔

الجواب باسمہٖ تعالٰی

❶:- سب سے پہلے اصولی طور پر یہ نکتہ ذہن نشین ہونا چاہیے کہ قرآنِ کریم اور احادیثِ نبویہ کا اصل موضوع، انسانوں کو آسمانی تعلیمات سے آگاہ کرنا، اور روحانی امراض کی تشریح وتفصیل اور ان کا علاج تجویز کرنا

ہے۔جسمانی امراض کی تعیین وتشخیص اوران کے علاج معالجہ کی وضاحت،قرآن کریم واحادیثِ نبویہ کے بنیادی وأساسی مقاصد میں شامل نہیں ہے۔یہی وجہ ہے کہ شرک،کفر،تکبر،حسد، ریا، اسراف،تبذیر وغیرہ، اخلاق وکردار کی خامیاں، اوران سے بچنے کی ترغیبی وترہیبی تعلیمات قرآن وحدیث میں جا بجا ملتی ہیں،لیکن ان کی بنسبت جسمانی امراض اوران کے علاج کا تذکرہ بہت کم ہی ملتا ہے۔نیز اس قسم کی تفصیلات کے نہ ہونے کو کسی طرح بھی دینِ اسلام کی خامی یا نقص شمار نہیں کیا جاسکتا، بلکہ یہ اسلامی تعلیمات کا قابلِ تعریف پہلو ہے کہ حیاتِ انسانی کے بنیادی مقاصد کو بلا کم وکاست بیان کیا، اور جن امور کا ان مقاصد سے تعلق نہیں، لیکن انسانی ضروریات میں سے ہیں، ان کی طرف بھی بقدرِضرورت توجہ کی۔

❷:-حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے ’’حجة الله البالغة‘‘ میں علومِ نبویہ کی جو تقسیم کی ہے، اس کی ابتدا میں روایاتِ حدیث کی دو قسمیں بیان کی ہیں:

۱-جن روایات کا تعلق تبلیغِ رسالت سے ہے۔

۲-جن کا تعلق تبلیغ رسالت سے نہیں۔

اس کے بعد اول الذکر نوع کی چار قسمیں تجویز کی ہیں:

(۱) معاد سے متعلق روایات۔

(۲) احکامِ شرعیہ اور عبادات وارتفاقات کے ضوابط۔

(۳) عام حِکم ومصالح جیسے: اخلاقِ صالحہ وسیئہ، وغیرہ۔

(۴) اعمالِ صالحہ کے فضائل ومناقب وغیرہ۔

پہلی قسم کا مدار محض وحی پر ہے، جب کہ دوسری، تیسری اور چوتھی قسموں میں وحی کے ساتھ ساتھ بعض امور کا مدار اجتہاد پر بھی ہے۔

دوسری قسم کے ضمن میں شاہ صاحب رحمہ اللہ نے یہ ذکر کیا ہے کہ اجتہادِ نبویؐ وحی کے مرتبے میں ہے، اس لیے کہ وہ خطا پر برقرار نہیں رہتا (بلکہ خطا کی صورت میں تنبیہ کے ذریعہ درستی کی جانب متوجہ کردیا جاتا تھا)، مزید یہ کہ عام خیال کے مطابق یہ اجتہاد ہمیشہ نصوص سے مستنبط نہیں ہوتا، بلکہ کبھی مقاصدِ شرع، قانونِ تشریع وتیسیر واحکام کے علم کی بنیاد پر بھی ہوتا ہے، لیکن اس کے بعد جب وحی کے ذریعے اس کی تقریر ہوجاتی ہے تو وہ بھی وحی کی مانند ہوجاتا ہے۔

بعدازاں دوسری نوع کی روایات کی بھی پانچ اقسام بیان کی ہیں:

(۱) علاج ومعالجہ اور طب سے متعلق روایات، اسی ضمن میں وہ روایات بھی آگئیں جن میں ''تابیر النخلة'' کا ذکر ہے، یا گھوڑوں کے مختلف اوصاف کا بیان ہے۔

(۲) امورِ عادیہ سے متعلق احادیث۔

(۳) عام باتوں پر مشتمل روایات، جیسے: حدیثِ ام زرع وحدیثِ خرافہ، وغیرہ۔

(۴) وقتی احکام سے متعلق روایات، جیسے: ''من قتل قتيلاً فلهٗ سلبه.'' وغیرہ۔

(۵) کوئی خاص حکم یا فیصلہ۔

(حجة الله البالغة، المبحث السابع : مبحث استنباط الشرائع من حديث النبي صلى الله عليه وسلم، باب أقسام علوم النبي صلى الله عليه وسلم: ٢٢٤-٢٢٣/ ١، دار الجيل، بيروت، ط: الأولى، سنة الطباعة: ١٤٢٦هـ)

مذکورہ تفصیل سے یہ نکتہ واضح ہوگیا کہ اصولی طور پر طب سے متعلق روایات کا تعلق تبلیغِ رسالت اور تشریع سے نہیں، بلکہ دوسری نوع سے ہے۔

❸- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جسمانی امراض کے علاج کے سلسلے میں منقول ہدایات تین قسم کی ہیں:

(۱) وہ احادیث جن میں طبعی دوائیں تجویز کی گئی ہیں۔

(۲) وہ احادیث جن میں روحانی وظائف تجویز کیے گئے ہیں۔

(۳) وہ احادیث جن میں طبعی اور روحانی دونوں قسم کے علاج تجویز کیے گئے ہیں۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے ''الطب النبوي'' میں ان تینوں سے متعلق احادیث مستقل ابواب میں ذکر کی ہیں۔ (الطب النبوي، ابن قيم رحمه الله، ص:٨، ٩، ١١، دار الهلال)

❹- اوپر گزر چکا کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے علاج وطب کی بابت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہدایات کو نبوی تعلیمات کی اس قسم میں شمار کیا ہے، جن کی تبلیغ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ واجب کے درجے ومرتبے میں نہیں تھی اور اس نکتے کی تائید کے طور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے: ''میں تو ایک بشر ہی ہوں، جب میں تمہیں تمہارے دین کے بارے میں کوئی ہدایت دوں تو اس کو تھام لو، اور جب تمہیں کسی چیز کا حکم اپنی رائے کے حوالے سے دوں تو میں ایک بشر ہوں (اور انسانی رائے میں قطعیت نہ ہونا مسلم ہے)۔'' (صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب وجوب امتثال ماقالهٗ شرعا، دون ما ذكره صلى الله عليه وسلم من معايش الدنيا على سبيل الرأي، رقم الحديث:٢٣٦٢، ج:١٨٣٥/ ٤، دار إحياء التراث العربي، بيروت)

اس حدیثِ نبوی اور اس کے ضمن میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی تشریح کی روشنی میں یہ نکتہ واضح

ہوتا ہے کہ طب وعلاج سے متعلق نبوی ہدایات کی نوعیت ایک مشورے کی ہے، جن کا تعلق سرزمینِ عرب کے موسم وماحول اوراس خطے کے باسیوں کے جسمانی حالات سے ہے، ان ہدایات میں وجوب کا پہلو نہیں ہے، اس لیے ان طبی ہدایات پر عمل کرنا واجب نہیں ہے، نیز اگر یہ طبی ہدایات کسی کی جسمانی ساخت اور ماحول کے اعتبار سے ناموافق ہوں تو عدمِ موافقت سے نبوت ورسالت کی عصمت پر کوئی حرف نہیں آتا۔ (حجة الله البالغة، المبحث السابع: مبحث استنباط الشرائع من حديث النبي صلى الله عليه وسلم، باب بيان أقسام علوم النبي صلى الله عليه وسلم: ٢٢٤/ ١، دار الجيل، بيروت)

مذکورہ تفصیل سے واضح ہوگیا کہ جن احادیثِ نبویہ میں مختلف طریقہائے علاج اور اشیاء کے خواص وغیرہ ذکر کیے گئے ہیں، ان میں امزجہ وطبائع اور موسم وغیرہ کی رعایت بھی ضروری ہے، ان امور کی رعایت نہ رکھنے کی بنا پر ردِ عمل میں نقصان ہونا فطری نتیجہ ہے، جسے احادیث میں درج طبی علاج کی جانب منسوب کرنا درست نہ ہوگا، بلکہ احادیثِ نبویہ کی تعلیمات کی کم فہمی اور اپنی نادانی کا نتیجہ قرار دیا جائے گا۔

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح	الجواب صحیح	کتبہ
محمد عبدالقادر	عمران ممتاز	محمد یاسر عبداللہ

جامعہ علومِ اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....

نَقدُ و نَظَر

ادارہ

مجموعہ دعواتِ فضلیہ

تالیف: حضرت مولانا شاہ عبدالغفور عباسی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ۔ تخریج جدید: مفتی احسان الحق صاحب۔ صفحات: ۲۱۷۔ قیمت: درج نہیں۔ ناشر: مکتبۃ الحسنیٰ، کراچی۔ ملنے کا پتہ: مکتبۃ الحماد، بالمقابل جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، کراچی۔ رابطہ نمبر: 0336-0307676

زیرتبصرہ کتاب ادعیہ واذکار پر مشتمل ہے، جسے حضرت مولانا عبدالغفور عباسی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے جمع وترتیب دیا ہے۔ دعاؤں کی مشہور کتاب ''حصن حصین'' (مؤلفہ: محمد بن محمد جزریؒ) سے چند منتخب دعائیں لی گئی ہیں، ان کے ساتھ ساتھ قرآنی دعاؤں کا بھی اضافہ کیا گیا ہے۔

کتاب کے شروع میں سلسلہ نقشبندیہ کے شیخ حضرت مولانا محمد امیر علوی صاحب مدظلہٗ کا مؤلفِ کتاب حضرت مولانا شاہ عبدالغفور عباسی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ پر ایک تعارفی مضمون بھی شامل ہے، جو اُن کی وفات کے متصل بعد محدث العصر حضرت علامہ محمد یوسف بنوری قدس سرہٗ کی تصحیح ونظرِ ثانی کے بعد اشاعت پذیر ہوا تھا۔ کتاب دو حصوں اور ایک خاتمے پر مشتمل ہے۔ حصہ اول میں وہ دعائیں ہیں جن کا تعلق کسی خاص وقت اور سبب سے نہیں ہے۔ پھر ان دعاؤں کو ہفتہ کے سات دنوں کے حساب سے سات حزبوں (حصوں) پر تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر حزب کے شروع میں قرآنی دعائیں لکھی گئی ہیں اور حزب کے اول وآخر میں درود شریف بھی لکھا گیا ہے، جو کہ دعا کی قبولیت اور حصولِ برکت کا ذریعہ ہے۔ حصہ دوم میں وہ دعائیں لکھی گئیں جن کا کسی خاص وقت اور خاص سبب سے تعلق ہے۔ اور خاتمہ میں سالک ومرید کے لیے مفید چند احادیثِ نبویہ لکھی گئی ہیں۔ مختصر اعمال، فوائد اور نصائح بھی درج کی گئی ہیں۔ کتاب کے آخر میں سلسلۂ نقشبندیہ کا تعارف، شجرہ خاندانِ نقشبندیہ مجددیہ فضلیہ غفوریہ، سندِ بیعت، سلسلہ کے اسباق، اشغال، اذکار اور مراقبات، ختمِ خواجگان وغیرہ سے متعلق بھی کافی مواد ہے۔ ادعیہ واذکار سے شغف رکھنے والوں کے لیے بالعموم اور سلسلۂ نقشبندیہ سے وابستہ حضرات کے لیے بالخصوص یہ کتاب نہایت ہی

مفید ہے۔ جامعہ کے فاضل و متخصص مفتی احسان الحق صاحب زید مجدہٗ نے کتاب میں مذکور آیاتِ قرآنیہ، احادیثِ نبویہ اور ادعیہ واذکار کی تخریج وتحقیق کی ہے، جس سے یہ کتاب علمی طور پر مزید مستند ہوگئی ہے۔ کتاب کا کاغذ درمیانہ، جلد مضبوط اور ٹائٹل دیدہ زیب اور خوبصورت ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف ومحقق دونوں کو جزائے خیر عطا فرمائے اور کتاب کا نفع عام فرمائے، آمین

یادگارِ زمانہ لوگ

تالیف: ملک نذر حیات خان۔ صفحات: ۲۹۶۔ قیمت: درج نہیں۔ ناشر: القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ، برانچ پوسٹ آفس، خالق آباد، نوشہرہ، خیبر پختون خواہ۔ ملنے کا پتہ: نذر حیات خان (ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر)، محلہ لویاں والا، خوشاب، ضلع خوشاب۔ رابطہ نمبر: 0301-3019928

اپنے اسلاف واکابر کی سیرت وسوانح اور ان کی علمی، دینی، اور اصلاحی خدمات کے تذکرے اَخلاف، پسماندگان اور بعد کی نسلوں کے لیے مشعلِ راہ ہوتے ہیں۔ قدردان قومیں اپنے بڑوں کے اُسوہ کو اپنے لیے راہ نما اصول کے طور پر محفوظ رکھتی ہیں اور ان سے استفادہ کرتی رہتی ہیں۔ زیرتبصرہ کتاب اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ علم دوست شخصیت ہیڈ ماسٹر جناب ملک نذر حیات خان صاحب نے مختلف مواقع پر ماہنامہ القاسم (نوشہرہ) کے لیے اکابر علماء وشخصیات کے تذکرہ وسوانح پر مشتمل کئی مضامین لکھے، جن کی تعداد تقریباً چالیس ہے، انہی مضامین کو جمع کرکے کتابی شکل دی گئی ہے۔ شخصی تذکروں اور سوانحی مضامین میں دلچسپی رکھنے والے حضرات کے لیے بالخصوص یہ کتاب اپنے موضوع پر ایک اچھا اضافہ ہے۔ کتاب کے شروع میں مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب کا تعارفی پیش لفظ بھی ہے۔

کتاب کا کاغذ درمیانہ، جلد مضبوط اور ٹائٹل دیدہ زیب اور خوبصورت ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قارئین کے لیے مفید بنائے اور قارئین کو اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خزینۃ الاسماء (بچوں کے خوبصورت اسلامی نام)

تالیف وترتیب: جماعت علماء، الحدیبیہ ٹرسٹ۔ صفحات: ۳۷۲۔ قیمت: درج نہیں۔ باہتمام: الحدیبیہ ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ، متصل تقویٰ مسجد، صادق آباد، ضلع رحیم یار خان۔ ناشر: مکتبہ دارالعلم، احاطہ مدرسہ عربیہ، صادق آباد۔ رابطہ نمبر: 0304-6100225

زیرتبصرہ کتاب میں بچوں کے نام کے حوالہ سے اسلامی تعلیمات وآداب کو بیان گیا ہے۔ کتاب کا تعارف ٹائٹل پر یوں کرایا گیا ہے:

''نومولود سے متعلق مسنون اعمال واحکام، نام رکھنے کے آداب ومسائل، بالخصوص مشکوٰۃ

نبوت سے تائید یافتہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مبارک ناموں کا جامع مجموعہ (ہر نام کے معنی، تعداد اور انگریزی تلفظ کے ساتھ) عوام الناس کے لیے ایک راہنما ومستند کتاب۔‘‘

بعض ناموں کے اعراب میں غلطی نظر آئی ہے، جیسے صفحہ نمبر ۱۱۵ پر ’’اَلشَّہِیْدُ‘‘ کو ’’اَلْشَّہِیْدُ‘‘ اور صفحہ نمبر ۱۱۶ پر ’’اَلرَّقِیْبُ‘‘ کو ’’اَلْرَّقِیْبُ‘‘ لکھا گیا ہے، یعنی لام پر جزم لگایا ہے، عامی آدمی اس سے غلط فہمی کا شکار ہوسکتا ہے، حالانکہ لام شین میں مدغم ہے، اسے ظاہر کرکے نہیں پڑھا جاتا، جزم لگانے کا مطلب یہ ہوگا کہ گویا لام پڑھا جائے گا۔ اسی طرح صفحہ نمبر ۱۲۵ پر ’’مُکرَّم‘‘ کو ’’مَکرَّم‘‘ میم کے زبر کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ امید ہے اگلے ایڈیشن میں تصحیح کردی جائے گی۔ ماشاء اللہ کتاب میں مفید اور بہترین مواد جمع کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا نفع عام فرمائے۔ آمین کتاب ظاہری خوبیوں سے مزین ہے، کاغذ اعلیٰ، طباعت دورنگہ، ٹائٹل خوبصورت اور جلد مضبوط ہے۔

سہ ماہی ’’الفردوس‘‘ (علمی وتحقیقی اصلاحی مجلہ)

مدیر اعلیٰ: مفتی عبداللہ فردوس (رئیس دارالافتاء جامعہ الفلاح، بخشالی) صفحات: ۵۶۔ قیمت فی شمارہ: ۵۰۔ سالانہ زرِتعاون: ۲۰۰۔ ناشر: شعبہ نشرواشاعت دارابن الفردوس، بخشالی، مردان۔ خط وکتابت کا پتا: ایضاً۔ رابطہ نمبر: 0302-5686853

زیرِتبصرہ رسالہ کا پیشِ نظر شمارہ: ۱۱، جلد: ۳، جولائی، اگست، ستمبر ۲۰۲۲ء کا ہے۔ اس شمارے کے چیدہ چیدہ مضامین درج ذیل ہیں: ’’سیلاب زدہ اور ہمارا کردار (اداریہ)‘‘، ’’غلامی سے آزادی یا اسلام سے آزادی‘‘، ’’آلہ ادائے سنت کا استعمال کے بعد جائز وناجائز کا دائرہ کار‘‘، ’’لواطت اور بدکاری کا عذاب‘‘، ’’تفسیراتِ احمدیہ (مقدمہ، تحقیق اور تخریج)‘‘۔ ان کے علاوہ بھی کچھ مضامین ہیں۔

مملکت خداداد پاکستان کے دیگر دینی ودعوتی رسائل کی طرح یہ بھی ایک رسالہ ہے، جو ملک وملت کی دینی رہنمائی کے جذبہ اور شوق سے جاری کیا گیا ہے۔ امید ہے آگے چل کر مضامین کی پختگی اور عمدگی کی طرف مزید توجہ دی جائے گی۔ بہرحال ملکی دینی صحافت اور دعوت وتبلیغ میں اس رسالہ کا بھی ایک کردار رہے گا۔ زیرنظر رسالہ ہلکے کاغذ کے ساتھ کارڈ کور پر شائع کیا گیا ہے۔ ٹائٹل دیدہ زیب ہے۔ اللہ تعالیٰ رسالہ کے ذمہ داران کو ملک وملت کی درست دینی رہنمائی کی توفیق عطا فرمائے، ان کی خدمات قبول فرمائے اور قارئین کو اس سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین